نمبر ۱۲۹ | مورخہ یکم مئی سنہ ۱۹۳۲ء | یوم یکشنبہ | مطابق ۲۴ ذوالحجہ سنہ ۱۳۵۰ھ | جلد ۱۹

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز ۲۹ اپریل ۱۲ بجے کی ٹرین پر لاہور سے واپس تشریف لے آئے۔ حضور کی صحت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔

نہایت افسوس کے ساتھ لکھا جاتا ہے۔ کہ حافظ سلطان حامد صاحب ملتانی جو مسجد اقصیٰ کے امام الصلوٰۃ تھے۔ اور مدرسہ احمدیہ میں طلباء کو قرآن حفظ کراتے تھے۔ ۲۷ اپریل حرکت قلب بند ہو جانے کی وجہ سے اچانک انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ نماز جنازہ مولانا سید محمد سرور شاہ صاحب نے پڑھائی۔ اور مرحوم مقبرہ بہشتی میں دفن کئے گئے۔ احباب دعائے مغفرت فرمائیں۔

۲۸ اپریل شیخ عبدالرحیم صاحب راجہ سانسی ضلع امرتسر تبلیغ کے لئے روانہ کئے گئے۔

دارالانوار

پچھلے اخبار میں احباب یہ پڑھ چکے ہیں۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے "دارالانوار" میں دو مکانوں کی بنیاد رکھ دی ہے۔ ایک اپنے مکان کی۔ اور ایک خاکسار کے مکان کی۔ انشاء اللہ تعالیٰ یہ دونوں مکان عنقریب تیار ہو جائیں گے۔ ایک دو اور مکان بھی جلد ہی یہاں تعمیر ہونے والے ہیں۔ گویا قادیان کے مشرق میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیش گوئی کے مطابق آبادی بڑھنا شروع ہو گئی ہے۔ اس لئے میں کمیٹی دارالانوار کے حصہ داروں کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ کہ وہ جلد اس طرف توجہ فرمائیں۔ بعض دوستوں نے ابھی تک اپنی ماہواری اقساط مکمل طور پر ادا نہیں کیں۔ اور بعض نے ابھی تک اپنی زمین کے مطلوبہ رقبہ کی تعیین نہیں فرمائی۔ قطعات کا نقشہ بننے میں بھی اس وجہ سے دیر ہو رہی ہے۔ اور جب تک نقشہ تیار نہ ہو۔ قطعات کی تقسیم بھی نہیں ہو سکتی۔

فی حصہ ۲۵ روپیہ ماہوار کی قسط ہر ماہ کی ۲۱ تاریخ سے پہلے پہلے محاسب صدر انجمن احمدیہ قادیان کے پاس پہونچ جانی چاہیئے۔ ورنہ قواعد کے ماتحت اس تاریخ کے بعد فی حصہ ۱ر یومیہ جرمانہ ادا کرنا پڑتا ہے۔ یہ بھی اچھی طرح سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ ذمہ واری حصہ داروں کی ہے۔ کہ وہ روپیہ وقت پر محاسب صاحب کے پاس پہونچا دیں۔ رسید وغیرہ کے متعلق اگر کچھ دریافت کرنا ہو۔ تو محاسب صدر انجمن کو ہی لکھنا چاہیئے۔

خاکسار عبدالرحیم۔ درد

ریاست جموں و کشمیر کے حالات

ہوم منسٹر کشمیر کا دُوسرا کارنامہ

ماسٹر عبدالقیوم صاحب ہوم منسٹر کشمیر جو مسلمانوں کے حق میں کسی مہاسبھائی ہندو سے کم نقصان رساں نہیں ہیں۔ اپنی ہندو نوازی اور مسلم آزاری میں ہوم منسٹر ہونے کے بعد بھی پیچھے رہنا نہیں چاہتے۔ آپ نے یہ دیکھ کر کہ مسلمانوں کی ناراضگی مجھے ہوم منسٹر جیسے ذمہ وار عہدہ پر نہ رہنے دیگی۔ اپنے کارندوں کے ذریعہ مسلمانانِ کشمیر کو یہ یقین دلانے کی ناکام کوشش کی۔ کہ میں آئندہ مسلم مفاد کے لئے سر مرزا ظفر علی کے نقش قدم پر چلوں گا۔ لیکن مسلمانوں نے آپ کے ان وعدوں پر جو سراب سے زیادہ حقیقت نہ رکھتے تھے۔ کوئی توجہ نہ کی۔ آپ کا پہلا کارنامہ تو اُن جائز احکام کی منسوخی تھا۔ جن کی بناء پر مرزا سر ظفر علی صاحب کو مستعفی ہونا پڑا تھا۔ دُوسرا کارنامہ ملاحظہ فرمایئے۔ لالہ پرسرام بھا بڑا ٹاؤن انسپکٹر جموں جس کے ہاتھوں غریب مسلمانانِ جموں نے بہت سے مصائب جھیلے ہیں۔ اور جس کو مسلمانوں کا بدترین دشمن سمجھ کر سر مرزا ظفر علی نے شہر جموں سے تبدیل کر دیا تھا۔ خان بہادر کی سرکار سے پھر اپنے سابقہ عہدہ پر بحال کر دیا گیا ہے۔ معلوم ہوا ہے جب آپ سے معاملہ مذکور کی نسبت یہ عرض کیا گیا۔ کہ یہ تقرری مسلمانان جموں اور ینگ مینز مسلم ایسوسی ایشن کے مفاد کے سراسر منافی ہے۔ تو آپ نے کہا۔ بکنے دو۔ ان لوگوں کو۔ مجھے کسی کی پرواہ نہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ اسی تقرری کے سلسلہ میں ایک مسلم گزیٹڈ افسر کو بھی نقصان پہنچانے سے گریز نہیں کیا گیا۔ تاکہ پرسرام بھابڑہ اور اس کے حامی ہندوؤں کی پوری پوری خوشنودی حاصل ہو جائے۔ (نامہ نگار)

ہوم منسٹر کا تیسرا کارنامہ

خان بہادر عبدالقیوم ہوم ممبر نے تخفیف کے بہانہ سے تین مسلمان ڈاکٹروں کی نسبت یہ حکم دے دیا ہے۔ کہ ان کو ایک ماہ کے بعد اپنے تئیں ملازمت سے علیحدہ سمجھنا چاہیئے۔ پیشتر جب بھی تخفیف کا معاملہ سر مرزا ظفر علی صاحب کے سامنے پیش ہوا۔ تو تین ہندو ڈاکٹروں اور ایک مسلمان کی برطرفی کی تجویز ہوئی تھی۔ اور اس مسلمان کو بھی مرزا صاحب موصوف نے برطرف ہونے سے بچا لیا تھا۔ کیونکہ ریاست میں ننانوے فیصدی ہندو ڈاکٹر ہیں۔ مگر اب ڈاکٹر ہوگرہ کے مسلم آزار سپرنٹنڈنٹ ظالم العلی کی بن آئی ہے۔

مسلم اسیرانِ میرپور کی حالتِ زار

سنٹرل جیل جموں میں مسلم اسیرانِ میرپور کے ساتھ بے حد نامناسب سلوک روا رکھا جا رہا ہے۔ قید تنہائی اور بامشقت کے علاوہ سنگین کوٹھڑیوں میں بند کیا جاتا ہے۔ اور مار پیٹ بھی کی جاتی ہے۔ ہمیں ایسی سنسنی پیدا کرنے والی اطلاعیں ملی ہیں۔ جن میں سے ایک واقعہ احمد شاہ نامی قیدی کا ہے۔ جو اس امر کی بین دلیل ہے۔ کہ مسلمان قیدیوں سے کیسا سلوک کیا جاتا ہے۔ اس سے رشوت مانگی گئی تھی۔ چونکہ اس کے پاس دینے کو کچھ نہ تھا۔ اس لئے اسے ایک کوٹھڑی سے دوسری اور دوسری سے تیسری میں رکھا گیا۔ تا آنکہ اسے تیس تازیانوں کی سزا دلا گئی۔ ازاں بعد بھی اسے زدوکوب کیا گیا۔ یہاں تک کہ وُہ قریب المرگ بتایا جاتا ہے۔ اگر جیل کے مظالم کی تحقیق کے لئے کوئی کمیٹی بروئے کار آئی۔ تو ان سے بھی زیادہ خوفناک مظالم کے انکشاف کا امکان ہے۔ حکومت سے امید کی جاتی ہے۔ کہ وہ جلد از جلد سیاسی اسیروں کے ساتھ انسانیت سوز مظالم کا پوری طرح قلع قمع کر دے گی۔

ایک گونگی مُسلمان لڑکی ایک ہندو کے قبضہ میں

ایڈیشنل جج صاحب جموں کی عدالت میں ایک درخواست اس امر کی پیش ہوئی۔ کہ سائل کی جو کہ علاقہ چکوال کا رہنے والا ہے ایک لڑکی جو کہ گونگی ہے۔ تقریباً ایک سال سے گم شدہ ہے۔ جس کی خبر اب بذریعہ پولیس جموں حکم ۲۵۰۰ ملی ہے۔ کہ وُہ جموں میں ہے شناخت کر کے لے جاؤ۔ اس پر سائل جموں پہنچا۔ تو اُسے معلوم ہوا کہ لڑکی امرناتھ اہلمد کے سپرد۔ اے۔ ڈی۔ ایم صاحب نے کی ہوئی ہے جب وُہ امرناتھ کے گھر پہونچا۔ اور لڑکی کو بلایا۔ تو لڑکی نے اسے دیکھ کر آنسو بہانے شروع کئے۔ اور اُس سے لپٹ گئی۔ اور جب وُہ اس لئے واپس ہونے لگا۔ کہ وُہ حکام مقامی سے اجازت لے کر لے جائے تو لڑکی نے اس سے ایک چادر اور چھتری چھین لی۔ تاکہ وُہ اُسے چھوڑ کر نہ چلا جائے۔ جب وُہ عدالت میں آیا۔ اور امرناتھ اہلمد سے دریافت کیا۔ تو اُس نے کہا۔ کہ وُہ اے۔ ڈی۔ ایم صاحب کی عدالت میں درخواست دے۔ اس پر سفید کاغذ پہ درخواست دی گئی۔ مگر اے۔ ڈی۔ ایم صاحب نے اُسے حکم دیا۔ کہ درخواست ضابطہ کے مطابق دو بجے ایک روپیہ کے اشٹامپ پر درخواست دے کر عرض کی۔ کہ وُہ زیادہ عرصہ رہنے کے قابل نہیں۔ اُس کی شناخت لی جا کر اُسے لڑکی دی جائے۔ مگر جج صاحب نے حکم دیا۔ کہ وُہ ۲۸۔ ماگھ سمت ۱۹۸۹ بکرم کو آئے۔ معلوم نہیں ایسا کرنے میں کونسا ضابطہ استعمال کیا گیا۔ جب وُہ اپنی شناخت اس طرح کی پیش کرتا ہے۔ کہ جو لڑکی ایک ہندو کے قبضہ میں ہے۔ وُہ اسی کی ہے (نامہ نگار)

امیر المومنین فضلِ عُمر رضؓ

اَے امام۔ اَے انجمن آرائے من
اَے امیر المومنین۔ فضلِ عمرؓ
جان و دِل با تو حوالت کردہ ایم
با تو از سیلِ حوادث ایمنیم،
تا کُدا ایں خدمتے آرم بجا،
بر مُرادِ دِل نیامد دسترس
بازنتواں یافتن ایں روزگار،
عُمر در بے حاصلی مے بگذرد،
دَورِ گردُونم چو دَورِ ساغرے،
دوشِ ہمت را شکستہ بارِ غم،
دِل بحالِ خویشتن در خُوں نشست
ماتمِ خود را براتم کردہ اند۔
درد را درماں بود اظہارِ ہم
چاکِ داماں باز گفت از چاکِ دِل۔

اَے سرو سروِ چمن پیرائے من
رہبر و فرمانِدہ و مَولائے من
اَے بقُربانت ہمہ آرائے من
اَے حِصار و ملجا و ماوائے من
اندریں دیر و زشُد فردائے من
رائے من بُود و نشد یارائے من
من ہمانا غافِلم اَے وائے من
مے شود کمتر مئے مینائے من
تلخ کامی آمدہ صہبائے من
با گرانباری نخیزد پائے من
بر فلک شُد آہِ دُود آسائے من
یا منم یا چشمِ شب پیمائے من
دِیں سوادے نیست جُز سودائے من
داد از پنہاں خبر پیدائے من

با چُنیں جانِ نزار و دردمند
ارشغلنے لائقِ حضرت نبوُد
مُضطرب در وادیٔ بیم و رجا
سعیِ نامشکُور را مقبُول دار
در دُعائے صُبحگاہی یاد کُن
ہست خود آگہ با حوالِ دِلم،

رُوئے دِل سُوئے تو اَے مولائے من
اشک آمد لُولُوئے لالائے من
گاہ لغزد گاہ خیزد پائے من
دِلبرِ دلدار دل آرائے من
روزِ گرداں شبِ یلدائے من
ایزدِ منّانِ بے ہمتائے من

با نیوشندہ ہمیں گفتار بس
اصفہاں اندر غریبے اوفتاد
جُز متاعِ درد در بُنگاہ نے،
گُل زِ گُل چیدم زِ باغِ ہدوی
شوخیٔ و رعنائیٔ گُلہا بہ بیں،
پردہ بر افگن رُخِ معنے نگر،
اہلِ معنی را بصُورت ہم چہ کار،
خود غلط۔ اِملا غلط۔ اِنشا غلط۔

در ہُنر منداں نباشد جائے من
بُود از دارُ الاماں کالائے من
یک سپندے بیش نے آوائے من
نغمہ زد بر رُوئے دِل شیدائے من
در گزر از شوقِ بے پروائے من
لعلہا برگیر از خارائے من
تا نہ بینی زشت یا زیبائے من
وائے بر من وائے بر انشائے من

با سخن ہم مُدعائے نیستم
مُدعائے جُز دُعائے نیستم

محمد احمد مظہر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

نمبر ۱۲۹ | قادیان دارالامان مورخہ یکم مئی ۱۹۳۲ء | جلد ۱۹

صدر آل انڈیا کشمیر کمیٹی کا اظہارِ رائے

گلینسی رپورٹ کے متعلق

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے گلینسی کمیشن کی رپورٹ کے متعلق بحیثیت صدر آل انڈیا کشمیر کمیٹی جو اظہار رائے بذریعہ مطبوعہ خط فرمایا ہے۔ نیز آئندہ کے متعلق جو اہم ہدایات دی ہیں۔ وہ درج ذیل کی جاتی ہیں:- (مسلمانیں)

برادران! میں اپنے گزشتہ خطوں میں لکھ چکا ہوں۔ کہ عنقریب اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ کے مطالبات کا ایک حصہ پورا ہونے والا ہے چنانچہ اس وقت تک آپ لوگوں کو گلینسی کمیشن کی رپورٹ کا خلاصہ معلوم ہو چکا ہوگا۔ اس رپورٹ کے متعلق میں تفصیلاً لکھنا مناسب نہیں سمجھتا کیونکہ گو مجھے اس کے مضمون سے پہلے سے آگاہی تھی۔ بلکہ اس کے لکھے جانے سے بھی پہلے مجھے اس کے بعض مطالب سے آگاہی تھی لیکن پھر بھی اس کی مطبوعہ شکل میں چونکہ ابھی میں نے اسے پوری طرح نہیں پڑھا۔ اور آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے خاص اجلاس میں بھی اس پر غور نہیں ہوا۔ اس لئے اس پر تفصیلی رائے کا اظہار کرنا ابھی مناسب نہیں:-

مسلمانوں کی خوشی کے لئے کافی مواد

ہاں میں یہ کہہ سکتا ہوں۔ کہ گو یہ رپورٹ میری خواہشات کو کلی طور پر پورا کرنے والی نہیں۔ لیکن پھر بھی اس میں کافی مواد ایسا موجود ہے جس پر مسلمانوں کو بھی خوش ہونا چاہیئے۔ اور مہاراجہ صاحب بہادر کو بھی۔ کیونکہ انہوں نے اپنی رعایا کے حقوق کی طرف توجہ کر کے اپنی نیک نفسی کا ثبوت دیا ہے۔ اسی طرح اس رپورٹ کے لکھنے پر مسٹر گلینسی بھی خاص مبارک باد کے مستحق ہیں۔ اور اُن کے ساتھ کام کرنے والے نمائندے بھی۔ کہ انہوں نے رعایا کے حقوق ادا کرنے کی سفارشات کی ہیں۔ خواہ وہ مسلمانوں کے مرض کا پورا علاج نہ بھی ہوں:-

مسلمان نمائندوں کا شکریہ

میں خصوصیت سے اپنے باہمت نوجوان چودھری غلام عباس صاحب اور دیرینہ قومی کارکن خواجہ غلام احمد صاحب اشائی کو شکریہ کا مستحق سمجھتا ہوں۔ کہ انہوں نے نہایت محنت اور تکلیف برداشت کر کے مسلمانوں کے نقطۂ نگاہ کو پیش کرنے کی کوشش کی۔ چودھری غلام عباس صاحب نے اس نیک کام میں اپنوں اور بیگانوں سے جو بُرا بھلا سُنا ہے۔ میں امید کرتا ہوں۔ کہ ان کے دل پر اس کا کوئی اثر نہیں رہے گا۔ کیونکہ انہوں نے خلوص سے قومی خدمت کی ہے۔ اور یقیناً اللہ تعالےٰ ان کی قربانی کو ضائع نہیں کرے گا۔ اگر موجودہ نسل ان کی قربانی کی داد نہ بھی دے۔ تو بھی آئندہ نسلیں انہیں ضرور دعاؤں سے یاد کریں گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ

دوسری گلینسی رپورٹ

میں امید کرتا ہوں۔ کہ دوسری گلینسی رپورٹ ایک نیا دروازہ سیاسی میدان کا مسلمانوں کے لئے کھول دے گی۔ اور گو وہ بھی یقیناً مسلمانوں کی پورے طور پر دادرسی کرنے والی نہ ہوگی لیکن اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ وہ بھی ان کی زندگی کے نقطۂ نگاہ کو بدلنے والی۔ اور آئندہ منزل کی طرف ایک صحیح قدم ہاں مگر ایک چھوٹا قدم ہوگی:-

ابھی بڑا کام باقی ہے

میں اس وقت نہ تو یہ کہتا ہوں۔ کہ ہمیں ان رپورٹوں پر افسوس کرنا چاہیئے۔ کیونکہ ان میں یقیناً اچھے امور ہیں۔ اور ایسی باتیں ہیں کہ اگر انہیں صحیح طور پر استعمال کیا جائے۔ تو یقیناً مسلمان آزادی حاصل کرنے کے قریب ہو جائیں گے۔ اور نہ ہی یہ کہتا ہوں۔ کہ ہمیں خوش ہونا چاہیئے۔ کیونکہ ابھی ہمارا بہت سا کام پڑا ہے۔ اور اسے پورا کئے بغیر ہم دم نہیں لے سکتے۔ نیز ہمیں یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ صرف قانون سے ہم خوش نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ قانون کا غلط استعمال اچھے قانون کو بھی خراب کر دیتا ہے۔ پس دیکھنا یہ ہے۔ کہ ان فیصلہ جات پر مہاراجہ صاحب کی حکومت عمل کس طرح کرتی ہے۔ ہمیں امید ہے۔ کہ اب جبکہ انگریز وزراء آگئے ہیں۔ اور انہوں نے ایک حد تک حقیقت کو بھی سمجھ لیا ہے پہلے کی نسبت اچھی طرح ان اصلاحات پر عمل ہوگا۔ لیکن غیب کا علم اللہ تعالیٰ کو ہی ہے۔ اس لئے جبکہ ہم اللہ تعالےٰ کا شکر یہ ادا کرتے ہیں۔ ساتھ ہی ہم اس سے عاجزانہ طور پر دُعا بھی کرتے ہیں۔ کہ وہ ان رپورٹوں کے اچھے حصوں کو نافذ کرنے کی وزراء اور حکام کو مناسب توفیق بخشے۔ اللّٰھم آمین:-

مجھے یقین ہے۔ کہ اگر مجھے صحیح طور پر اس تحریک کی رہنمائی کا موقعہ ملتا۔ اور بعض امور ایسے پیدا نہ ہو جاتے۔ کہ تفرقہ اور شقاق پیدا ہو جاتا۔ تو نتائج اس سے بھی شاندار ہوتے۔ لیکن اللہ تعالےٰ کی مشیت کے آگے کوئی چارہ نہیں۔ اور پھر ہم کہہ بھی کیا سکتے ہیں۔ شاید جو کچھ ہُوا۔ اس میں ہمارا نفع ہو۔ کیونکہ علم غیب تو اللہ تعالےٰ کو ہی ہے:-

زمینوں کی ملکیت کا فیصلہ

مجھے سب سے زیادہ خوشی اس امر کی ہے۔ کہ زمینوں کی ملکیت ریاست سے لے کر زمینداروں کو دے دی گئی ہے۔ اگر سوچا جائے۔ تو یہ کروڑوں روپیہ کا فائدہ ہے اور گو بظاہر یہ صرف ایک اصطلاحی تغیر معلوم ہوتا ہے۔ لیکن چند دنوں کے بعد اس کے عظیم الشان نتائج کو لوگ محسوس کریں گے۔ اور یہ امر کشمیر کی آزادی کی پہلی بنیاد ہے۔ اور اس کی وجہ سے اہل کشمیر پر زندگی کا ایک نیا دور شروع ہوگا۔ مجھے اس تغیر پر دوہری خوشی ہے۔ کیونکہ اس مطالبہ کا خیال سب سے پہلے میں نے پیدا کیا تھا۔ اور زور دے کر اس امر کی اہمیت کو منوایا تھا۔ بعض لوگوں کا یہ خیال تھا۔ کہ یہ مطالبہ مانا نہیں جا سکتا۔ مگر اللہ تعالےٰ کا محض فضل ہے۔ کہ آخر یہ مطالبہ تسلیم کر لیا گیا:-

پریس کی آزادی وغیرہ

اسی طرح پریس کی آزادی کے متعلق جدید قوانین کا وعدہ بھی ایک بہت بڑی کامیابی ہے۔ شاملاتوں کی ناواجب تقسیم کا انسداد۔ خود بخود کا درخت کاٹنے کی مکمل اور چیار کی مشروط آزادی۔ لکڑی کے مہیا کرنے کے لئے سہولتیں۔ بعض علاقوں میں چرائی کا ٹیکس معاف ہونا۔ تعلیم اور ملازمتوں میں سہولتیں۔ انجمنوں کی مشکلات کا ازالہ۔ اور ایسے ہی اور بہت سے امور ہیں۔ کہ جن میں اصلاح ایک نہایت خوشکن امر ہے۔ اور انشاء اللہ اس سے ریاست کشمیر کی رعایا کو بہت فائدہ پہنچیگا:-

بقیہ باتیں

بعض باتیں ابھی باقی ہیں۔ جیسے وزارت کے متعلق فیصلہ۔ انجمنوں اور تقریر کی آزادی۔ مالیہ کو صحیح اصول پر لانا۔ آرڈیننسوں کو اُڑانا۔ اور قیدیوں کی عام آزادی کا اعلان۔ مسلمان ہونے والوں کی جائدادوں کی ضبطی جن کے متعلق فیصلہ یا نہیں ہُوا۔ یا ناقص ہُوا ہے۔ یا بالکل خلاف ہُوا ہے۔ مجھے ان کا خیال ہے۔ اور میں امید کرتا ہوں۔ کہ آخر ان امور میں بھی انشاء اللہ ہمیں کامیابی حاصل ہوگی:-

لیڈروں سے وفاداری کا تقاضا

قیدیوں کی آزادی گو سیاسی حقوق سے تعلق نہیں رکھتی لیکن

ہر قوم جو زندہ رہنا چاہتی ہو۔ اس کا فرض ہے۔ کہ اپنے لیڈروں اور کارکنوں سے وفاداری کا معاملہ کرے۔ اور اگر قومی کارکن قید رہیں۔ اور لوگ تسلی سے بیٹھ جائیں۔ تو یہ امر یقیناً خطرناک قسم کی بیوفائی ہوگا۔ مسلمانانِ جموں و کشمیر کو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ گو وہ مدت سے ظلموں کے تلے دبے چلے آتے ہیں۔ لیکن پھر بھی ان کی حالت یتیموں والی نہ تھی۔ کیونکہ جب تک ان کے لئے جان دینے والے لوگ موجود رہتے وہ یتیم نہ تھے۔ لیکن اگر وہ آرام ملنے پر اپنے قومی کارکنوں کو بھول جائیں گے۔ تو یقیناً آئندہ کسی کو ان کے لئے قربانی کرنے کی جرأت نہ ہوگی۔ اور اس وقت یقیناً وہ یتیم ہو جائیں گے۔ پس انہیں اس نکتہ کو یاد رکھنا چاہیئے۔ اور ملک کی خاطر قربانی کرنے والوں کے آرام کو اپنے آرام پر مقدم رکھنا چاہیئے۔ پس ان کا یہ فرض ہے۔ کہ جب تک مسٹر عبداللہ۔ قاضی گوہر رحمٰن اور ان کے ساتھی آزاد نہ ہوں۔ وہ چین سے نہ بیٹھیں۔ اور میں انہیں یقین دلاتا ہوں۔ کہ اس کام میں مَیں ان کی ہر ممکن امداد کروں گا۔ اور اب بھی اس غرض کو پورا کرنے کے لئے کوشش کر رہا ہوں۔ مشکلات ہیں۔ لیکن مسلمان کو مشکلات سے نہیں ڈرنا چاہیئے۔

قومی غداروں کے مقابلہ کے لئے تیاری کی ضرورت

یہ بھی یاد رہے۔ کہ بعض غدار آئندہ اصلاحات سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اہلِ کشمیر اگر اس فریب میں آ گئے۔ اور آئندہ کونسلوں میں مسٹر عبداللہ کے دشمن اور قومی تحریک کے مخالف ممبر ہو گئے۔ تو سب محنت اکارت جائے گی۔ اور مسٹر عبداللہ۔ اور دوسرے قومی کارکنوں کی سخت ہتک ہوگی۔ پس اس امر کے لئے آپ لوگ تیار رہیں۔ کہ اگر خدانخواستہ قومی کارکنوں کو جلدی آزادی نہ ملی۔ اور ان کی آزادی سے پہلے اسمبلی کے انتخابات ہوئے (گو مجھے امید نہیں۔ کہ ایسا ہو)۔ تو ان کا فرض ہونا چاہیئے۔ کہ قومی غداروں کے مقابلہ میں قومی کام سے ہمدردی رکھنے والوں کو امیدوار کر کے کھڑا کر دیں۔ اور یہ نہ کریں۔ کہ کانگرس کی نقل میں بائیکاٹ کا سوال اٹھا دیں۔ بائیکاٹ سے کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ کیونکہ آخر کوئی نہ کوئی ممبر تو ہو ہی جائے گا۔ اور قومی خیر خواہوں کی جگہ قومی غداروں کو ممبر بننے کا موقعہ دینا ہرگز عقلمندی نہ کہلائے گا۔ پس گو یہ ایک بعید از طول عمل ہے۔ کہ قومی کارکنوں کی آزادی سے پہلے اسمبلی کا انتخاب ہو۔

اختلافات چھوڑ دیں

لیکن چونکہ بعض قومی غدار اندر ہی اندر اس کی تیاریاں کر رہے ہیں۔ اہلِ جموں و کشمیر کو ہوشیار کر دینا چاہتا ہوں۔ اور ساتھ ہی خواجہ سعد الدین صاحب شال۔ خواجہ غلام احمد صاحب اشائی اور دوسرے کارکنوں کو جن کی گزشتہ قومی خدمات کا انکار نہیں ہو سکتا۔ توجہ دلاتا ہوں۔ کہ اب وقت ہے۔ وہ قومی تحریکات کو مضبوط کرنے کے لئے اختلافات چھوڑ دیں۔ میں ہمیشہ ان کا خیر خواہ رہا ہوں۔ اور چاہتا ہوں۔ کہ ان کی گزشتہ خدمات قومی تحسین کا انعام حاصل کئے بغیر نہ رہیں۔

پس میں ان سے۔ اور ان کے دوستوں سے درخواست کرتا ہوں۔ کہ وہ قومی کارکنوں کی خدمت میں آ کر شامل ہو جائیں۔ اور یقین رکھیں۔ کہ اس طریق کو اختیار کرنے سے انہیں ذلت نہیں۔ بلکہ عزت حاصل ہوگی۔

ظلم کے روکے جانے کے سامان

ایک دو اور باتیں ہیں۔ جن کا ذکر کر کے میں اس خط کو ختم کرنا چاہتا ہوں۔ اوّل یہ کہ بعض لوگ کہتے ہیں۔ کہ گو اصلاحات کا اعلان ہو گیا ہے۔ لیکن ظلم تو ابھی تک جاری ہے۔ اس شبہ کے متعلق میں یہ کہنا چاہتا ہوں۔ کہ دوڑتے ہوئے گھوڑے کو یکدم نہیں روکا جا سکتا۔ طوفان بھی تھمتے ہوئے کچھ وقت لیتا ہے۔ پس ظلم گو جاری ہے۔ لیکن ایسے سامان ہو رہے ہیں۔ کہ انشاء اللہ ظلموں کا بھی انسداد ہو جائے گا۔ میں ابھی تفصیل نہیں بیان کرنا چاہتا۔ لیکن یہ میں یقین دلاتا ہوں۔ کہ اگر میرے مشورہ پر عمل کرتے ہوئے عقل سے کام لیا گیا۔ تو تھوڑے سے عرصہ میں ظلم کو روکے جانے کے بھی سامان ہو جائیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

وکلاء کے متعلق اعلان

دوسری بات میں یہ کہنی چاہتا ہوں۔ کہ وکلاء کے متعلق جو اعلان میں نے کیا تھا۔ اس میں بعض غلط فہمیوں سے کچھ الجھن پیدا ہو گئی ہے لیکن اس کے لئے میں کوشش کر رہا ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہتری کی توقع رکھتا ہوں۔ اور اگر لوگوں کو پوری طرح دفاع کا موقعہ نہ دیا گیا۔ تو میں انشاء اللہ اور ایسی تدابیر اختیار کروں گا۔ کہ جن سے لوگوں کے اس اہم حق کی طرف حکومت کو توجہ ہو۔

سیاہ نشان

تیسری بات میں یہ کہنی چاہتا ہوں۔ کہ میں نے جو سیاہ نشان لگانے کا اعلان کیا تھا۔ اس کے متعلق مجھے سرینگر سے شکایات موصول ہوئی تھیں۔ کہ سیاہ نشان لگانے کو جرم قرار دیا گیا ہے۔ اور اس نشان کے لگانے کے سبب بعض لوگوں کو گرفتار کر کے ان پر مقدمہ چلایا گیا ہے۔ میں نے اس کے متعلق حکومت کشمیر سے خط و کتابت کی ہے۔ اور جو جواب وزیر اعظم صاحب کی طرف سے آیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس بارہ میں کوئی غلط فہمی ہوئی ہے۔ کیونکہ ان کے جواب میں اس امر سے قطعاً انکار کیا گیا ہے۔ اور لکھا ہے کہ نہ کسی شخص کو سیاہ نشان لگانے پر سزا دی گئی ہے۔ اور نہ مقدمہ ہی چلایا گیا ہے۔ اگر یہ بیان درست ہے۔ تو مجھے تعجب ہے۔ کہ رپورٹ دینے والوں کو ایسا مغالطہ کیونکر لگ گیا۔ بہر حال یہ سوال حل ہو گیا ہے۔ کہ سیاہ نشان لگانے کو ریاست کشمیر میں جرم نہیں قرار دیا گیا۔

میں اس خواہش کے اظہار پر اس خط کو ختم کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اس موسم گرما میں توفیق دے۔ کہ خواہ چند دن کے لئے ہو کشمیر آ کر خود صورتِ حالات کا معائنہ کر سکوں۔ اور اس ملک کے مرض کو بذاتِ خود دیکھ کر اس کے علاج کی پہلے سے زیادہ تدبیر کرنے کی توفیق پاؤں۔ وما توفیقی الا باللہ

واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

خاکسار۔ مرزا محمود احمد۔ صدر آل انڈیا کشمیر کمیٹی

کانگرس اور حکومت کی کشمکش

حکومت نے کانگرس کی قانون شکن اور خلاف امن تحریک کا چونکہ پورے اہتمام کے ساتھ مقابلہ کیا ہے۔ اور ان کو مٹانے کا پورا تہیہ کر لیا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا ہے۔ کہ کانگرس بالکل [illegible] ہو کر رہ گئی ہے۔ اور عوام کے دلوں سے اس کا وقار اُٹھ [illegible] ہے۔ اس خطرہ کو محسوس کر کے ان کانگرسی لیڈروں نے جو [illegible] تک جیلوں سے باہر تھے۔ اور صرف اس لئے باہر تھے۔ کہ انہوں [illegible] کانگرس کی تحریکات سے عملی طور پر علیحدگی اختیار کر رکھی تھی کانگرس کے سالانہ اجلاس کی دہلی میں تیاری شروع کر [illegible] اور باوجود حکومت کی طرف سے ممانعت کے جلسہ کرنے پر [illegible] کیا۔ اگرچہ بعض کانگرسی حلقوں کی طرف سے حکومت کو یقین دلانے کی کوشش کی گئی۔ کہ جب کانگرس کا اجلاس ایسے لوگوں کی طرف سے کیا جا رہا ہے۔ جو عدم تعاون اور قانون شکنی وغیرہ کی تحریکات سے علیحدہ ہیں۔ تو اجلاس بجائے کسی نقصان کے فائدہ کا موجب ہوگا۔ اور ممکن ہے۔ [illegible] اپنے اثر۔ اور رسوخ سے کام لے کر اور انتہا پسند کانگرسی لیڈروں کی عدم موجودگی سے فائدہ اٹھا کر [illegible] راہ اختیار کر سکیں۔ کہ کانگرس حکومت کے آگے جھک [illegible] لیکن چونکہ یہ کوئی یقینی بات نہ تھی۔ اس لئے حکومت [illegible] اسے کوئی وقعت نہ دی۔ اور آخر وہی ہوا۔ جو ایسی صورت [illegible] ہو سکتا تھا۔ کہ حکومت کو قانون شکنی کے جرم میں کئی سو کانگرسیوں کو گرفتار کر لینا پڑا۔

اس میں شک نہیں۔ کہ یہ کشمکش حکومت کے لئے بھی [illegible] اور تکلیف کا موجب ہو رہی ہے۔ مگر اس میں بھی کلام [illegible] کہ اس سے اہلِ ہند کے مصائب میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔ اقتصادی مشکلات نے ایک طرف لوگوں کا ناک میں دم کر رکھا ہے۔ کانگرسیوں کی عوام کے کاروبار میں دست اندازی پریشانی کا موجب ہو رہی ہیں۔ اور حکومت علیحدہ محاصل میں اضافہ کرتی چلی جا رہی ہے۔ یہ ساری [illegible] مل ملا کر سخت تباہی پھیلا رہی ہیں۔ اگر کانگرس اپنی تباہ کن سرگرمیوں کو اسی طرح جاری رکھا [illegible] عجب نہیں۔ جس طرح حکومت ان کے مکمل استیصال پر مجبور ہو گئی ہے۔ اسی طرح اہلِ ملک کو بھی ان کے خلاف ہونا پڑے۔ اور ظاہر ہے۔ کہ یہ صورت نہایت ناخوشگوار ہوگی [illegible] کی ساری ذمہ داری کانگرسیوں پر عائد ہوگی۔ بہتر ہے کہ کانگرس ملک میں قانون شکنی اور بدامنی کی روح پیدا کرنے کی [illegible] تعمیری پروگرام کی طرف متوجہ ہوں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ جمعہ

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

فرمودہ ۱۲ فروری ۱۹۳۲ء

تبلیغ پر زور دو۔ اور مخالفین کا ڈر دل سے نکال دو

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

اللہ تعالیٰ پر ایمان

جہاں انسان کے اندر اور بہت سی خوبیاں پیدا کر دیتا ہے۔ وہاں ایک

جرأت اور بہادری

بھی ہے۔ جو ایمان کے ساتھ ہی انسان کے اندر پیدا ہو جاتی ہے،

ایمان اور نفاق

کبھی ایک انسان کے اندر جمع نہیں ہو سکتے۔ بلکہ جس شخص کے دل میں نفاق داخل ہو جائے۔ ایمان اس کے دل سے نکل جاتا ہے۔ اور جس شخص کے دل میں ایمان داخل ہو جائے نفاق اس کے دل سے نکل جاتا ہے یہی وجہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں

منافقوں کی نسبت

فرماتا ہے۔ کہ وہ بزدل ہوتے ہیں۔ لیکن

مومنوں کی نسبت

فرماتا ہے۔ کہ وہ بہادر اور دلیر ہوتے ہیں۔ اور

کافروں کی نسبت

فرماتا ہے۔ کہ گو وہ بہادری تو دکھا سکتے ہیں۔ لیکن چونکہ ان کے سامنے امید اور کوئی بڑا مقصد نہیں ہوتا۔ اس لئے ان کی بہادری دیرپا نہیں ہوتی۔ ان تینوں طبقوں کا اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں الگ الگ نقشہ کھینچا ہے۔

مومن کے متعلق

تو فرمایا۔ کہ اگر معمولی ایمان رکھنے والا بھی ہو۔ تو بھی ایک مومن دو مخالفوں پر بھاری ہوتا ہے۔ اور اگر اس کا ایمان اور زیادہ پختہ اور مضبوط ہو جائے۔ تو ایک مومن دس مخالفوں پر بھاری ہو جاتا ہے۔ اور اگر اس سے بھی زیادہ ایمان ہو۔ تو اسی نسبت سے وہ اور زیادہ دشمنوں پر بھاری ہوتا ہے۔ چنانچہ دیکھ لو۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکیلے تھے۔ مگر باوجود اس کے آپ

ساری دنیا پر بھاری

تھے۔ آپ کے سامنے ایک یا دو یا دس یا بیس دشمنوں کا سوال نہ تھا۔ بلکہ ساری دنیا آپ کی مخالف تھی۔ ساری دنیا آپ کی دشمن تھی۔ اور ساری دنیا مل کر آپ کو اپنے مقاصد میں ناکام دیکھنا چاہتی تھی۔ مگر باوجود اس کے کہ آپ اکیلے تھے۔ اور باوجود اس کے کہ آپ ساری دنیا کے مقابل پر کھڑے تھے۔ پھر بھی آپ ہی غالب ہوئے اور آپ کے مخالف ہمیشہ کے لئے مغلوب ہو گئے۔ یہ تو مومنوں کا ذکر تھا۔

کفار کے متعلق

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں بیان فرماتا ہے۔ کہ گو وہ بھی تکلیفیں برداشت کرتے مصیبتیں اور اذیتیں جھیلتے اور رنج والم سہتے ہیں۔ اور وہی بلائیں انہیں بھی پہنچتی ہیں جو مسلمانوں کو پہنچتی ہیں۔ اور وہ ویسی ہی تکالیف برداشت کرتے ہیں۔ جیسی مسلمان برداشت کرتے ہیں۔ مگر ترجون من اللہ ما لا یرجون۔ اے مومنو۔ تم اللہ تعالیٰ کی طرف سے جن انعامات اور فضلوں کے امیدوار ہو۔ ان کے وہ امیدوار نہیں اور چونکہ ان کے کاموں کے پیچھے کوئی

امید کی شعاع

روشن نہیں ہوتی۔ اور نہ ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی تائیدات کے وعدے اور اس کے فضلوں کی بارش ہوتی ہے۔ اس لئے باوجود اس کے کہ وہ بھی جرأت اور بہادری دکھلاتے ہیں۔ وہ بھی تکالیف اور مصائب برداشت کرتے ہیں۔ مگر ان کی بہادری دیرپا نہیں ہوتی۔ وہ

وحشت اور تہوّر

کے ساتھ تو کام کرتے ہیں لیکن شجاعت جو استقلال سے کام میں لگے رہنے اور مردانہ وار بڑی سے بڑی مشکلات کا مسلسل مقابلہ کرنے کا نام ہے وہ ان میں مفقود ہوتی ہے۔ اور

منافقوں کے متعلق

فرماتا ہے۔ وہ کفار سے وعدہ کرتے ہیں۔ کہ جنگ کے موقعہ پر ہم تمہاری پشت پناہ ہوں گے۔ تمہاری مدد کریں گے۔ اور تمہارے ساتھ مل کر مسلمانوں کو کچل دیں گے۔ مگر ان کے سب وعدے جھوٹے ہیں کبھی منافق بھی بہادر ہو سکتا ہے؟ اگر انہوں نے تمہارا ساتھ نہیں دیا۔ تو ہم تمہیں بتائے دیتے ہیں۔ کہ وقت آنے پر کافروں کا بھی ساتھ نہیں دیں گے۔ کیونکہ منافقت اور دلیری بالکل متضاد چیزیں ہیں:

پس اللہ تعالیٰ نے ان

تینوں درجہ کے لوگوں کا ذکر

کر دیا۔ یعنی مومن۔ کافر اور منافق کے اخلاق وعادات کا قرآن مجید میں ذکر فرما دیا۔ مومن کے متعلق تو بتایا۔ کہ ایک ایک مومن دس دس کافروں پر بھی بھاری ہوتا ہے اور اگر اس کے ایمان میں مضبوطی اور زیادتی ہوتی چلی جائے۔ تو اسی کیفیت سے وہ اور زیادہ کافروں پر بھاری ہو گا۔ کافروں کے متعلق فرمایا۔ کہ گو ایک کافر بھی بہادر ہو سکتا ہے لیکن اس کی بہادری دیرپا نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ اس کے سامنے کوئی اعلیٰ مقصود نہیں ہوتا جو اس کی بہادری کو قائم رکھ سکے۔ زیادہ سے زیادہ اسے تہوّر کہا جا سکتا ہے۔ زیادہ سے زیادہ اسے وحشت یا دیوانگی کا نام دیا جا سکتا ہے۔ مگر شجاعت اور دلیری اسے نہیں کہا جا سکتا۔ اور منافقوں کے متعلق فرمایا۔ جو شخص منافق ہوتا ہے۔ وہ بہادر ہوتا ہی نہیں۔ یہ بالکل غلط ہے۔ اور ہو نہیں سکتا۔ کہ کوئی شخص منافق ہو۔ اور پھر بھی وہ دلیر بہادر اور نڈر ہو:

پس ہماری

جماعت کے لوگ

اپنے دلوں میں غور کریں۔ کہ کافر تو وہ ہو نہیں سکتے۔ کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے ایک مامور پر ایمان لا چکے۔ اور ان کا دعویٰ ہے۔ کہ وہ اس کے پیرو ہیں۔ پس اب دو ہی باتیں ہیں۔ یا تو وہ مومن ہیں۔ اور اگر مومن نہیں۔ تو منافق ہیں اور یاد رکھو۔ کہ مومن اور منافق میں یہ ایک

امتیازی نشان

ہے۔ کہ مومن بہادر ہوتا ہے۔ اور منافق بزدل۔ کبھی کسی مومن کے اندر تم بزدلی کا مادہ نہیں پاؤ گے۔ اور کبھی کسی منافق کے اندر شجاعت کا مادہ نہیں دیکھو گے۔ پس جتنی جتنی تم میں سے کوئی شخص اپنے اندر بزدلی محسوس کرتا ہے۔ اسے سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ وہ اتنا ہی

نفاق سے حصہ

رکھتا ہے۔ اور جتنا جتنا وہ اپنے آپ کو قربانی کے لئے تیار پاتا ہے اور یہ محسوس کرتا ہے۔ کہ لوگوں کا خوف و ہراس اس کے دل میں نہیں اسے سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ اتنا ہی اس کے اندر ایمان داخل ہے اگر تم میں سے کوئی شخص یہ سمجھتا ہے۔ کہ خواہ اس کی

ساری دنیا

مخالف ہو جائے ۔ اپنے اور بیگانے اسے چھوڑ دیں ۔ مالی اور جانی نقصان پہنچائیں ۔ حکومت اسے قید خانہ میں ڈال دے ۔ لوگ اسے ماریں اور پیٹیں ۔ بلکہ اس کے قتل پر آمادہ ہو جائیں ۔ تب بھی وہ ان کا خوف اپنے دل میں محسوس نہیں کریگا ۔ اور ان کی اذیتوں سے نہیں ڈریگا ۔ اور ان کے دکھوں سے متزلزل نہیں ہوگا بلکہ ان کی تمام ایذا ۔ ان کا تمام دکھ ان کی تمام مصیبت بخوشی برداشت کریگا ۔ اور لحہ بھر کے لئے بھی لوگوں کا خوف اور رعب اپنے دل میں نہیں آنے دیگا ۔ تو اسے معلوم ہونا چاہیئے ۔ کہ اس کا دل سمجھتا ہے ۔ کہ

وہ مومن ہے

اور اگر وہ کسی موقع پر اپنے آپکو ایسا ثابت بھی کر دیتا ہے ۔ یعنی دنیا کو اپنی دلیری اور مومنانہ شجاعت کا ثبوت بہم پہنچا دیتا ہے تب اسے یقین کر لینا چاہیئے ۔ کہ وہ مومن ہے لیکن اگر وہ اپنے آپ کو ان باتوں کے لئے تیار نہیں پاتا ۔ اور وہ سمجھتا ہے ۔ کہ اگر کوئی ایسا موقع پیش آئے ۔ تو اس پر

دوسروں کا خوف

غالب آجائے گا ۔ تو اسے سمجھ لینا چاہیئے ۔ کہ اس شخص کا دل بھی محسوس کرتا ہے ۔ کہ وہ منافق ہے ۔ اور اگر کسی موقع پر وہ ایسا ہی ثابت ہوتا ہے یعنی لوگوں سے ڈر جاتا ہے ۔ تو اسے یقین کر لینا چاہیئے ۔ کہ واقعہ میں وہ منافق ہے ۔ اگرچہ بظاہر اپنے آپ کو مومن کہتا ہے ؛

میں نے بتایا ہے ۔ مومنوں کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہت

بڑے بڑے انعامات

کا وعدہ ہے ۔ ان وعدوں کو دیکھ کر ایک لحظہ کے لئے بھی کسی مومن کے دل میں بزدلی اور ڈر جگہ نہیں پا سکتا ۔ بھلا غور تو کرو ۔ کتنی عظیم الشان برکات کا پیغام ہے ۔ جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں قرآن مجید میں دیا ہے ۔ کہ ثم جزء من الله ما لکم ... تمہیں یاد رکھنا چاہیئے ۔ تمہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے انعامات کی وہ توقع ہے ۔ جو تمہارے مخالفوں کو نہیں جب تمہارے لئے اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وعدے موجود ہیں ۔ تو تمہارے لئے ڈر کا کونسا مقام ہے ۔ اگر ایک کافر بھی باوجود یہ نہ جاننے کے کہ اسے

دنیا میں فتح

حاصل ہوگی ۔ یا شکست ۔ پھر بھی اپنی جان جوکھوں میں ڈالکر مصیبت کا مقابلہ کرتا ہے ۔ تو وہ مومن جسے یقین ہو ۔ کہ اگر میں فتح سے پہلے مر گیا ۔ تو میرے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور جنت مقدر ہے اور اگر فتح حاصل ہو گئی ۔ تو

دونوں جہان میں کامیابی

اور فلاح ہے ۔ کیونکر لوگوں کا خوف کھا سکتا ہے ۔ اور کس طرح اس پر بزدلی اور خوف غالب آسکتا ہے ۔

پس ہماری جماعت کے لوگوں کو چاہیئے ۔ کہ وہ جس کام میں بھی ہاتھ ڈالا کریں ۔ اس میں

دوسروں سے ممتاز نمونہ

ظاہر کیا کریں ۔ کیونکہ نمونہ کا ہی دوسروں پر اثر پڑتا ہے ۔ اگر یہ ناممکن اور بالکل ناممکن ہے ۔ کہ تم آگ جلاؤ ۔ اور اس کی گرمی محسوس نہ ہو ۔ برف ہاتھ میں پکڑو ۔ اور اس کی خنکی معلوم نہ ہو ۔ سورج چڑھے ۔ اور اس کی روشنی نظر نہ آئے ۔ یا وہ چھپ جائے ۔ اور اس کی روشنی موجود رہے ۔ تو یہ کس طرح ممکن ہے ۔ کہ تمہارے دلوں میں ایمان ہو مگر اس کے آثار نہ ہوں ۔ اگر تمہیں یقین ہے کہ تم واقعہ میں مومن ہو ۔ تو اس

ایمان کے نشان

بھی ہونے چاہئیں منہ سے ہر شخص کہہ سکتا ہے ۔ کہ میرے اندر ایمان ہے لیکن اگر وہ ایمان صرف دعویٰ ہی دعویٰ ہے ۔ اور ایمان اپنی علامات اور نشانات کے ساتھ نظر نہیں آتا ۔ تو اسے سمجھ لینا چاہیئے ۔ کہ وہ ایمان نہیں ۔ بلکہ اس کے نفس کا دھوکا ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس ایک دفعہ ایک شخص آیا ۔ اور اس نے آکر کہا ۔ کہ مجھے الہام ہوتا ہے میں بھی اللہ تعالیٰ کا نبی ہوں ۔ اور

مجھے یہ الہام ہوتا ہے

کہ میں محمدؐ ہوں ۔ میں موسیٰ ہوں یا عیسیٰؑ ہوں ۔ اور میں تمام نبیوں کا مثیل ہوں ۔ پس جس طرح آپ کو الہام ہوتے ہیں اسی طرح مجھے بھی ہوتے ہیں ۔ میں کس طرح مان لوں ۔ کہ میں اپنے الہامات میں جھوٹا ہوں ۔ مجھے تو روز خدا کہتا ہے ۔ کہ تو محمدؐ ہے تو موسیٰؑ ہے ۔ تو عیسیٰؑ ہے ؛

میں نے خود تو نہیں سنا ۔ مگر جس دوست نے بیان کیا ۔ وہ ثقہ ہیں ۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے کہا جب تمہیں خدا تمہیں محمدؐ کہتا ہے ۔ تو کیا تمہیں

محمدیت کی شان

بھی عطا فرماتا ہے ۔ اور کیا جب وہ تمہیں موسیٰ کہتا ہے ۔ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام والی صفات بھی تم میں پیدا ہو جاتی ہیں ۔ یا جب عیسیٰ کہتا ہے ۔ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام والا حلم اور ان جیسے معجزات بھی تمہیں ملتے ہیں کہنے لگا ۔ ملتا تو کچھ نہیں ۔ مگر خدا مجھے روز کہتا ہے ۔ کہ تو محمدؐ ہے تو موسیٰ ہے ۔ تو عیسیٰ ہے ۔ آپ نے فرمایا ۔ تب معلوم ہوا ۔ کہ شیطان تم سے کھیل رہا ہے ۔ کیونکہ خدا جب کسی کو کوئی نام دیتا ہے ۔ تو وہ اس جیسی صفات بھی عطا فرما دیتا ہے ۔

دنیادی گورنمنٹیں

جب کسی کو خان بہادر کا خطاب دیتی ہیں ۔ تو وہ اس کے دل کو بہادر نہیں بنا سکتیں ۔ صرف نام دے سکتی ہیں ۔ مگر اس نام جیسی صفات دینے سے قاصر رہتی ہیں ۔ مگر

جب خدا تعالیٰ کسی کو بہادر کہتا ہے

تو اس کو بہادر بنا بھی دیتا ہے ۔ کیونکہ اس کا کلام ہر قسم کے جھوٹ اور مبالغہ سے مبرا ہوتا ہے ۔ اگر خدا تمہیں کہتا ۔ کہ تم محمدؐ ہو تو محمدی انوار اور صفات بھی تمہیں عطا کرتا ۔ اور اگر خدا تمہیں کہتا ۔ کہ تم موسیٰ اور عیسیٰ ہو ۔ تو وہ تمہیں موسیٰ والی برکات اور عیسیٰ والے معجزات بھی عطا کرتا لیکن جبکہ تمہیں کچھ ملتا نہیں تو صاف معلوم ہو رہا ہے کہ یہ خدا تعالیٰ کا کلام نہیں ۔

شیطان کا کلام

ہے ؛ پس حقیقت یہ ہے ۔ کہ خدا کی طرف سے جب کسی کا کوئی نام رکھا جاتا ہے ۔ تو اس نام کے ساتھ ویسی ہی قوتیں بھی اس میں رکھی جاتی ہیں جن سے پتہ لگتا ہے ۔ کہ وہ خدا کا کلام ہے شیطان کا نہیں ۔ جس وقت اللہ تعالیٰ کسی شخص کا نام مومن رکھتا ہے ۔ تو اس کے ساتھ ہی اس کے اندر

ایمان کے آثار

بھی پیدا کر دیتا ہے ۔ اور جب کوئی شخص مومن بن جاتا ہے ۔ تو اس کے اندر تمام ایمان کی صفات نظر آنے لگتی ہیں ۔ اور

سچے ایمان کی علامت

اللہ تعالیٰ نے یہ مقرر کی ہے کہ ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیھم الملٰئکۃ الا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون

یعنی جو لوگ یہ کہتے ہیں ۔ کہ ہم اللہ پر ایمان لائے ۔ وہی ہمارا محبوب ہے ۔ اور پھر اس کے ساتھ ہی ایمان پر استقامت بھی دکھاتے ہیں تو ملائکہ اس پیغام کے ساتھ ان پر نازل ہوتے ہیں ۔ کہ تم کسی قسم کا خوف اور حزن مت کرو ۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کے انعامات پر خوش ہو جاؤ

اس سے ظاہر ہے ۔ کہ ایمان کی علامت اللہ تعالیٰ نے یہ مقرر کی ہے ۔ کہ جب کوئی شخص مومن بن جاتا ہے ۔ تو خوف اور حزن اس کے دل سے مٹا دیا جاتا ہے ۔ اور خوف اور حزن یہ دونوں

بزدلی کی علامتیں

ہیں ہمیشہ وہی بزدلی دکھاتا ہے ۔ جو ڈرتا ہے ۔ کہ دشمن اسے ایذا نہ پہنچا دے ۔ یا وہ بزدل ہوتا ہے جو غمگین ہو ۔ غرض اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ حقیقت بیان فرمائی ہے ۔ کہ ایمان لانے کے ساتھ ہی مومن پر

ملائکہ کا نزول

ہوتا ہے ۔ اور وہ اس سے کہتے ہیں ۔ کہ اب تمہارے دل سے بزدلی مٹا دی گئی ۔ اب تم دلیر اور بہادر ہو گئے ۔ اور دنیا کی کسی طاقت سے تم خوف نہیں کھا سکتے ۔ پس جب مومنوں کی یہ علامت ہے ۔ کہ وہ

بہادر اور دلیر ہوتے ہیں تو ہماری جماعت کو بھی چاہئیے کہ ان کے تمام کام

دوسروں سے ممتاز

ہوں، اور ان میں وہ جرأت اور بہادری پائی جائے جس کی دوسروں میں نظیر نہ مل سکے۔

میں نے ایک پچھلے جمعہ کے خطبہ میں افسوس کے ساتھ اس امر کا اظہار کیا تھا کہ بعض جماعتوں نے مخالفین کے مقابل پر کمزوری دکھائی اور انہوں نے

تبلیغ میں کوتاہی

کی ہے جو مومنانہ شان کے خلاف ہے۔ اب پھر میں دوستوں سے کہتا ہوں کہ وہ اپنی اصلاح کریں۔ اور جب بھی لوگوں کی طرف سے مخالفت بڑھے۔ پہلے سے بھی زیادہ جوش اور اخلاص کے ساتھ تبلیغ میں لگ جائیں اور اس امر کی ہمیشہ کوشش کریں کہ مقابلہ ہمیشہ مخالفت کی نسبت سے ہو۔ یعنی جتنی جتنی مخالفت زیادہ ہو اتنے ہی زیادہ جوش سے تبلیغ کا کام کرو اگر پہلے مکانوں اور جلسہ گاہوں میں تبلیغ کرتے تھے تو پھر بازاروں اور کوچوں میں چلے جائیں۔ اور دیوانہ وار لوگوں کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پیغام پہنچائیں اور دشمنوں پر ثابت کر دیں کہ

ہم بزدل نہیں

بلکہ جتنے زیادہ ہتھیاروں کے ساتھ مسلح ہو کر دشمن ہمیں دبانے کے لئے نکلتا ہے ہم اتنے ہی زیادہ ابھرتے ہیں اور دکھا دیتے ہیں کہ مومن کبھی بزدل نہیں ہوتا آخر زیادہ سے زیادہ تمہیں

کس بات کا خوف ہو سکتا ہے

یہی ہوگا کہ لوگ تمہیں ماریں گے پیٹیں گے دکھ دیں گے لیکن اگر تم خدا کی راہ میں ان باتوں کے لئے بھی تیار نہیں اور اگر تم خدا کے لئے قید و بند کی مصیبتیں جھیلنے اور دشمنوں کی مار سہنے کے لئے تیار نہیں۔ تو تم اپنے دعویٰ ایمان میں سچے کس طرح ہو سکتے ہو اس کے تو صاف معنے یہ ہیں کہ

تم مومن نہیں

بلکہ منافق ہو۔ لیکن سمجھتے ہو کہ تم مومن ہو۔ اور اس شخص کی حالت زیادہ خطرناک ہوتی ہے جو بیمار ہو اور پھر یہ سمجھے۔ کہ میں بیمار نہیں ہوں۔ ایک ایسا شخص جو واقعہ میں منافق ہے۔ اور جسے علم ہے۔ کہ میں منافق ہوں بالکل ممکن ہے وہ ایک وقت اپنی اصلاح کرلے۔ کیونکہ اسے اپنی بیماری کا علم ہے لیکن وہ شخص جو منافق ہونے کے باوجود اپنے نفاق سے بے خبر ہے۔ وہ

اپنی بیماری کا علاج

نہیں کر سکتا وہ اسی حالت میں رہیگا اور ہدایت سے محروم ہو جائیگا دیکھو تو ہر ایک بیمار قابل رحم ہوتا ہے۔ لیکن

سب سے زیادہ قابل رحم

پاگل ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ اپنی بیماری سے بے خبر ہوتا ہے ساری دنیا سمجھتی ہے کہ وہ بیمار ہے لیکن وہ اپنے آپ کو تندرست سمجھتا ہے اور خیال کرتا ہے کہ ایک میں ہی تندرست ہوں باقی سب لوگ بیمار ہیں چنانچہ کسی پاگل کو پاگل کہہ کر دیکھو۔ وہ سر پھوڑنے کے لئے تیار ہو جائیگا۔ پس سب سے زیادہ قابل رحم شخص پاگل ہوتا ہے کیونکہ وہ اپنی بیماری کو محسوس نہیں کرتا اسی طرح وہ امراض بھی خطرناک ہوتی ہیں جو

اندرونی تغیرات

کے نتیجہ میں پیدا ہوتی ہیں جیسے سل اور دق ہے۔ کیونکہ ان مرضوں کا اس وقت علم ہوتا ہے جب مرض بیمار کو نڈھال کر دیتا ہے۔ اور اس کا علاج ناممکن ہو جاتا ہے۔ لیکن جو بیماریاں ظاہر ہوں اور ان کا جلدی پتہ لگ سکے۔ وہ ایسی خطرناک نہیں ہوتیں مثلاً ملیریا ہے۔ فوراً ہی جب حرارت تیز ہو جاتی ہے ہر شخص کو پتہ لگ جاتا ہے کہ اسے بخار ہے لیکن

سل اور دق کا مریض

سالہا سال سے اپنے جسم میں کمزوری محسوس کرتا ہے مگر وہ خیال کرتا ہے۔ کہ شاید کھانا اچھا نہیں ملتا۔ یا کام زیادہ کرتا ہوں جس کی وجہ سے کمزوری ہو رہی ہے۔ حالانکہ اندر ہی اندر مرض اپنا کام کر رہا ہوتا ہے۔ اور اسے تب پتہ لگتا ہے جب اس کے پھیپھڑے زخمی ہو جاتے اور مرض اپنا کام کر چکا ہے۔ غرض ایسی بیماریاں جن کا مریض کو علم نہ ہو اور اندر ہی اندر سے کھاتی چلی جائیں زیادہ خطرناک ہوتی ہیں۔ بالکل اسی طرح وہ شخص جو اپنے دل میں

نفاق کی بیماری

رکھتا ہے۔ مگر اسے محسوس نہیں کرتا۔ خطرے کے بہت زیادہ قریب ہوتا ہے۔ پس اپنے نقائص کو محسوس کرو۔ اور ان کی اصلاح کی کوشش کرو۔ میں متواتر کئی سالوں سے جماعت کو تبلیغ کے لئے توجہ دلا رہا ہوں اب پھر توجہ دلاتا ہوں اور کہتا ہوں کہ

تبلیغ کرو

اور پورے زور سے کرو۔ یہ مت خیال کرو کہ تم نے پچھلے سال کافی تبلیغ کر لی۔ اگر اس سال نہ کرو گے۔ تو کیا حرج ہے جب تمہاری صبح کی روٹی شام کو کافی نہیں ہوتی تو کس طرح تمہارے پچھلے سال کی تبلیغی کوشش اس سال تمہیں سرخرو کر سکتی ہے۔ جس طرح

ایک منٹ پہلے کا سانس

تمہارے لئے کافی نہیں بلکہ تمہارے لئے دوسرے منٹ کے لئے ایک اور سانس اور نئی ہوا کی ضرورت ہوتی ہے اسی طرح

ایک منٹ پہلے کا ایمان

بھی تمہارے لئے کافی نہیں۔ جب تک دوسرے منٹ نیا اور تازہ ایمان تمہارے اندر پیدا نہیں ہوتا۔ اور اگر تم دیکھتے ہو۔ کہ پہلے کسی وقت تم میں ایمان پیدا ہوا مگر اب نہیں۔ تو یاد رکھو تمہارے دل میں کفر تو آچکا اور تم پر

روحانی طور پر موت

وارد ہو چکی۔ پس اپنے ایمان کی فکر کرو اور اس امر کو اچھی طرح سمجھ لو۔ کہ جس طرح تمہیں جسمانی حیات کے لئے ہر لمحہ تازہ ہوا۔ تازہ کھانا اور تازہ پانی کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسی طرح

روحانی زندگی کے لئے

تمہیں تازہ بتازہ نشانات روحانیہ کی ضرورت ہے اور جس طرح تمہاری جسمانی زندگی بغیر تازہ کھانے اور تازہ ہوا کے قائم نہیں رہ سکتی اسی طرح تمہاری روحانی زندگی بھی بغیر تازہ نشانات کے قائم نہیں رہ سکتی۔ پس تبلیغ پر زور دو اور دشمنوں کا ڈر اپنے دل سے نکال دو۔ زیادہ سے زیادہ ان کی طرف سے تمہیں

جان کا خطرہ

ہو سکتا ہے۔ مگر یہ بھی تو سوچو کہ تم صحابہؓ کے مثیل ہو۔ اور صحابہ تو شہادت کو ایسا عزیز سمجھتے تھے۔ کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق لکھا ہے چونکہ آپ خلافت کی وجہ سے باہر جنگوں پر جا نہیں سکتے تھے اس لئے آپ دعا مانگا کرتے تھے۔ کہ الٰہی مجھے مدینہ میں ہی

شہادت کی موت

عطا فرما۔ آخر اللہ تعالیٰ نے مدینہ میں ہی ان کی شہادت کا سامان کر دیا اور ایک شخص نے جو منافق یا کافر تھا آپ کو مسجد میں شہید کر دیا۔ تو صحابہ کی تو یہ حالت تھی کہ وہ

خدا کی راہ

میں جان دینا اللہ تعالےٰ کا انعام اور اس کا خاص احسان سمجھتے تھے کیا تمہاری جانیں صحابہ سے زیادہ قیمتی ہیں جنہیں اگر باہر شہادت کا موقع نہیں ملتا تھا تو وہ گھر وں میں ہی شہادت کے لئے دعائیں کیا کرتے تھے۔ حالانکہ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ

کی یہ دعا نہایت ہی خطرناک تھی۔ اس کا صاف طور پر یہ مطلب تھا۔ کہ یا تو جماعت میں ایسے منافق پیدا ہو جائیں جو مجھے شہید کر دیں۔ یا بیرونی دشمن اتنا قوی ہو جائے کہ وہ مدینہ پر حملہ کرے۔ اور اتنی کامیابی حاصل کرے کہ وہ خلیفہ کو شہید کر دے مگر

جوشِ اخلاص

میں انہوں نے اس امر کا خیال نہیں کیا۔ اور اللہ تعالیٰ سے دعائیں کیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے بھی ان کے اخلاص کو دیکھ کر ان کو بیرونی حملوں سے تو بچایا لیکن ایک شخص اندر سے ہی کھڑا ہوا جس نے آپ کو شہید کر دیا ؛

پس تبلیغ سلسلہ پر زور دو۔ اور پہلے سے زیادہ جوش کے ساتھ کام کرو۔ اور یاد رکھو۔ کہ

موت سے مت ڈرو

کیونکہ مومن اور خوف دو متضاد چیزیں ہیں ؛

مظلومانِ کشمیر کی امداد

دوسرا کام جو اس وقت ہمارے پیش نظر ہے۔ وہ مظلومان کشمیر کی امداد کا ہے۔ اس وقت غلط طور پر ریاست کشمیر سخت جوش میں آئی ہوئی ہے۔ اور اس نے اسی جوش میں ہمارے آدمیوں کو جو وہاں کام کر رہے تھے نکال دیا ہے۔ اور خوش ہو رہی ہے۔ کہ اس طرح اس نے ہمارے آدمیوں کو نقصان پہنچا دیا۔ اور وہ اپنے

مقصد میں کامیاب

ہو گئی۔ حالانکہ ہمارے آدمی تو آسمان سے اترتے ہیں۔ اور اگر ایک نکال دیا جائے۔ تو اس کے ہزاروں قائم مقام پیدا ہو جاتے ہیں۔ افغانستان کو ہی دیکھ لو۔ ہمارے آدمیوں کو وہاں سے نکالا گیا۔ نہیں مارا پیٹا۔ اور قید کیا گیا۔ بعض کو سنگسار بھی کیا گیا۔ مگر کیا ان کی مخالفانہ تدابیر کے ذریعہ وہاں احمدیت مٹ گئی یا کیا ہمارے کام کو نقصان پہنچا۔ احمدیت کی تاریخ بتلاتی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے باوجود

افغانستان میں

احمدیوں کو شدید تکالیف دیئے جانے کے پھر بھی احمدیت بڑھی یہاں تک کہ جب امان اللہ خان افغانستان سے نکلا۔ تو اس کے ایک درباری نے مجھے خط لکھا۔ کہ آپ خیال کرتے ہونگے شاید افغانستان میں اب احمدی نہیں۔ اور ہم لوگ آپ سے واقفیت نہیں رکھتے۔ گو آپ ہمیں نہیں جانتے۔ مگر ہم آپ سے واقف ہیں ہم

امان اللہ خان کے درباریوں میں سے

تھے۔ اور احمدی تھے۔ ہم نے ایک خفیہ انجمن بنا رکھی تھی۔ اور ہمارا کام یہ تھا۔ کہ جب کسی کو دیکھتے۔ کہ وہ سعید اور نیک فطرت رکھتا ہے۔ تو اسے احمدیت کی تبلیغ کرتے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ایسے ایسے علاقوں میں ہماری تبلیغ کو کامیاب کیا ہے۔ جہاں

ظاہری لحاظ سے

سب سے زیادہ مشکلات پیدا کی جا رہی تھیں۔ پھر ہم کیونکر سمجھ لیں کہ اگر کشمیر سے ہمارے آدمیوں کو نکال دیا گیا۔ یا انہیں کام کرنے سے روکا گیا ہے۔ تو اس سے ہمارے کام کو نقصان پہنچے گا۔ کوئی کام ہو۔ خواہ وہ دینی ہو۔ یا دنیوی

اللہ تعالیٰ کا فضل

ہمارے شامل حال ہے۔ اور وہ ہمیں ہر میدان میں کامیابی عطا فرماتا ہے۔ پس یہ اس ریاست کی بے وقوفی ہے۔ جو یہ خیال کرتی ہے۔ کہ وہ ہمارے آدمیوں کو نکال کر اپنے ارادوں میں کامیاب ہو جائیگی۔ خواہ وہ ایک ایک کر کے ان تمام لوگوں کو ریاست کشمیر سے نکال دے۔ جو احمدیت پر قائم ہیں اور خواہ سب کے مونہوں کو بند کر دے۔ پھر بھی ہم یقین رکھتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ اس کام کو سر انجام دیگا۔ اور احمدیوں کے علاوہ دوسروں کے دلوں میں تحریک پیدا کر دیگا۔ اور وہ ہماری تجاویز کے مطابق کام کرینگے اور ہم برابر دیکھ رہے ہیں۔ کہ ادھر ریاست ہمارے آدمیوں کو نکالتی ہے۔ اور ادھر اور ایسے آدمی کھڑے ہو جاتے ہیں۔ جو کام کو بند ہونے نہیں دیتے ؛

پس یہ

ریاست کی غلطی

ہے۔ جو یہ خیال کرتی ہے۔ کہ اس طرح آزادی کی جدوجہد میں وہ روکاوٹیں پیدا کر دیگی۔ لیکن باوجود اس کے ہر قوم کا فرض ہے۔ کہ جب اس کے نمائندوں کو کسی ملک سے یا ریاست سے نکال دیا جائے تو وہ تمام کی تمام قوم

ایک کامل عزم

لے کر اٹھ کھڑی ہو اور یہ تہیہ کر لے۔ کہ اب خواہ کچھ ہو جائے۔ اس کام سے پیچھے نہیں ہٹے گی۔ میں بتا چکا ہوں کہ یہ خیال کرنا کہ اس کام کا مذہب سے کوئی تعلق نہیں۔ غلطی ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے علاوہ تورات کے نزول کے جو ایک مذہبی کام تھا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ کام بھی لیا۔ کہ آپ کے ذریعہ فرعون کے ظلم و تشدد سے بنی اسرائیل کو نجات دلائی۔ یہی مثال اس وقت ہماری آنکھوں کے سامنے ہے۔ اس وقت

کشمیری قوم

بھی ابتدائی انسانی حقوق سے محروم ہے۔ اور سالہا سال سے غلامی کی زنجیریں جکڑی چلی آتی ہے۔ پس اس وقت ان کی حفاظت کرنا ہمارا

مذہبی فرض

ہے۔ اور گو وہ ایسا مذہبی کام نہیں جیسے تبلیغ ہے مگر بہر حال اس کا مذہب سے تعلق ہے۔ ہمارا ان مولویوں جیسا فتویٰ نہیں جو یہ کہکر کہ یہ مذہبی کام ہے۔

جہاد کا اعلان

کر دیتے ہیں۔ بلکہ ہمارا پہلے بھی یہ فتویٰ تھا۔ اور اب بھی ہے اور ہمیشہ یہی ہوگا۔ کہ یہ ایسا ہی مذہبی معاملہ ہے۔ جیسا کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا من قُتل دون مالہ وعرضہ فھو شھید جو شخص اپنے مال اور عزت کی حفاظت میں مارا جاتا ہے۔ وہ شہید ہوتا ہے۔ یہ اگرچہ ویسی شہادت نہیں ہوتی۔ جو اسلامی جنگوں میں کسی مومن کو حاصل ہوتی ہے۔ مگر پھر بھی اسے

شہادت کا رنگ

دیدیا گیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ کہ چونکہ میرے اس بندے نے اچھے اخلاق کے لئے اپنی جان دی ہے۔ اس لئے یہ شہید ہے مگر یہ اس قسم کی شہادت نہیں کہلا سکتی۔ جیسے کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے راستہ میں اپنی جان دیتا ہے۔ بعینہ اسی طرح یہ بھی ایک مذہبی اور دینی معاملہ کہلائیگا۔ مگر اس طرح نہیں۔ جیسے تبلیغ اور حفاظت اسلام کا کام ہے۔ وہ اور قسم کا دینی کام ہے۔ اور یہ اور قسم کا۔ مگر بہر حال یہ بھی ایک رنگ میں مذہبی کام ہے۔ گویا ایسا نہیں جس کے لئے

جہاد کی ضرورت

ہو۔ ہر چیز کا خدا تعالیٰ نے ایک مرتبہ رکھا ہے۔ اور اس مرتبہ کی حدود کے اندر اسے دیکھنا چاہیئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اکثر فرمایا کرتے تھے۔ کہ ؎

گر حفظ مراتب نہ کنی زندیقی

یہ قول اگرچہ ہے تو کسی اور کا۔ مگر آپ اس کا بہت ذکر فرمایا کرتے تھے۔ اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ جب تو ہر چیز کو اس کے دائرہ کے اندر نہیں رکھیگا۔ بڑے کو بڑا اور چھوٹے کو چھوٹا نہیں سمجھیگا۔ تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ تو زندیق ہو جائیگا۔ پس

شہادت کے مختلف دائرے

ہیں۔ ہو سکتا ہے۔ ایک شخص ہندو یا عیسائی ہو۔ اور وہ اپنے مال یا جان کی حفاظت میں مارا جائے۔ وہ بھی اس حدیث کے ماتحت شہید سمجھا جائیگا۔ اور ہم یقین رکھتے ہیں۔ کہ اگر ایک مسلمان اپنے مال یا جان کی حفاظت میں مارا جائے۔ تو اسے اللہ تعالیٰ کے حضور اور بھی زیادہ درجہ ملیگا۔ اور اگر ہندو یا عیسائی مارا جائے۔ تو بھی اللہ تعالیٰ اسے اجر سے محروم نہیں رکھیگا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر شخص کی بزدلی کو سخت ناپسند فرماتا ہے۔ پس یہ بھی یہ ایک رنگ میں

یہ خطبہ بہت پہلے کا ہے۔ اب ریاست کا رویہ ایک حد تک تبدیل ہو رہا ہے۔ ظلم موجود ہے۔ لیکن اصلاح کی کوشش ہو رہی ہے جس کے ہم ممنون ہیں۔ لیکن اس کے یہ معنے نہیں۔ کہ اب روپیہ یا کارکنوں کی ضرورت نہیں۔ ضرورت پہلے سے بھی زیادہ ہے اور اگر اس وقت روپیہ اور کارکن مہیا نہ ہوں۔ تو سب کام خراب ہو جائیگا ؛ مرزا محمود احمد

مذہبی معاملہ ہے۔ اور اس میں ہماری جماعت کو خصوصیت سے توجہ کرنی چاہیئے۔ ہم

کشمیر میں عدل اور انصاف

قائم کرنا چاہتے تھے۔ مگر باوجود اس کے حکومت نے نہایت ہی ظالمانہ اور غیر منصفانہ طریق پر ہمارے نمائندوں کو وہاں سے نکال دیا ہے۔ اگر یہ حکومت کسی اور حکومت کے نمائندوں کو اپنے ملک سے نکال دیتی۔ تو یقیناً وہ حکومت جس کے نمائندوں کو اس حکومت نے اپنے ملک سے نکالا ہوتا۔ اس کے مقابل پر

اعلانِ جنگ

کر دیتی۔ اور اپنی اس تحقیر کا اس سے انتقام لیتی۔ لیکن جبکہ حکومت ہمارے پاس نہیں۔ اور حکومت نے بلاوجہ ہمارے نمائندوں کو وہاں سے نکال دیا ہے۔ کم از کم ہمیں

اخلاقی جنگ کا اعلان

ضرور کر دینا چاہیئے۔ ابھی ہمیں خدا نے توپیں اور بندوقیں نہیں دیں۔ اور نہ خدا نے ہمیں آزاد اور با اختیار حکومت عطا کی ہے۔ اگر ہمارے پاس بھی

توپیں اور بندوقیں

ہوتیں۔ اور ہمیں بھی با اختیار حکومت حاصل ہوتی۔ تو یقیناً ہم ریاست کے اس ظالمانہ فعل کے خلاف اعلان جنگ کر دیتے اور ہم صبر نہ کرتے۔ جب تک اس ہتک اور تذلیل کی اسے سزا نہ دے دیتے۔ لیکن چونکہ اس

جنگ کے سامان

ہمارے پاس موجود نہیں۔ اور نہ ہمیں حکومت حاصل ہے۔ اس لئے ... ہمیں کم از کم دوسرے سامانوں کے ساتھ ریاست کے ... [illegible] ... چاہیئے۔ اور وہ جنگ یہ ہے۔ کہ ... [illegible] ... اس مہم کے سر کرنے کے لئے ... [illegible] ... پیش کریں۔ اور وہ اپنے عمل سے دکھا ... [illegible] ... اور ان کے بھائیوں کو ریاست سے نکال دیا گیا ہے۔ تو وہ ان کی جگہ کام کرنے کے لئے اپنے آپ کو پیش کرنے کے لئے تیار رہیں۔ اگر ہماری

جماعت کے نوجوان

اس طرف توجہ کریں جنہوں نے ابھی تک کوئی ملازمت اختیار نہیں کی۔ یا کوئی کام شروع نہیں کیا۔ اور میں سمجھتا ہوں۔ ایسے سینکڑوں نوجوان ہیں۔ تو اس معاملہ میں ہمیں بہت جلدی کامیابی حاصل ہو سکتی ہے۔ کئی ہیں جو مہینوں سے اپنی تعلیم سے فارغ ہو چکے۔ اور اب وہ ملازمت کی انتظار میں اپنے گھروں میں بیٹھے روٹیاں توڑ رہے ہیں۔ ان کا فرض ہے۔ کہ وہ اپنے اوقات کو رائیگاں نہ کھوئیں۔ بلکہ اسے کسی اچھے کام پر لگائیں۔ اور اس سے زیادہ اچھا کام اور کیا ہو سکتا ہے۔ کہ انہیں

قوم اور ملک و ملت کی خدمت

کرنے کی توفیق ملے۔ ایسے نوجوان جو تعلیم یافتہ ہوں۔ خواہ وہ مولوی فاضل ہوں۔ یا انٹرنس پاس ہوں یا ایف۔ اے ہوں یا بی۔ اے ہوں۔ بشرطیکہ تعلیم سے فارغ ہو کر اب کسی ملازمت کی تلاش میں ہوں۔ ان کا فرض ہے۔ کہ وہ

قومی خدمات کے لئے

اپنے آپ کو پیش کریں۔ انہیں کیا معلوم کہ پیشتر اس کے کہ انہیں کوئی نوکری ملے۔ وہ وفات پا جائیں۔ اور اس طرح بغیر کوئی مفید کام کئے وہ اس دنیا سے گزر جائیں۔ موت کا انسان کو پتہ نہیں اور نہ ہی یہ پتہ ہے۔ کہ کل اس پر کیا گزریگی۔ پس بغیر کسی مزید انتظار کے انہیں چاہیئے۔ کہ وہ ایسا کام کریں۔ جسمیں قوم کی بھی خدمت ہے۔ اور اپنے نفس کا بھی فائدہ۔ ایک نوجوان کے لئے اس سے زیادہ شرم کی اور کیا بات ہو سکتی ہے۔ کہ وہ فارغ ہو کر اپنے

ماں باپ کے لئے بوجھ

بنا بیٹھا ہو۔ اور وہ ان کو کچھ کما کر کھلانے کی بجائے اپنے گزارے کے لئے ان پر بوجھ ڈالتا ہو۔

پس نوجوانوں کے لئے یہ

ایک نہایت ہی مبارک موقع

ہے۔ انہیں چاہیئے۔ کہ وہ جلد سے جلد اپنے نام پیش کریں۔ میں پھر اپنی جماعت کے نوجوانوں کو خواہ وہ قادیان کے ہوں یا باہر کے تحریک کرتا ہوں۔ کہ وہ اس کام میں شریک ہوں۔ اور جائز طور پر اپنی زندگیوں سے مفید کام لیں

جائز طور سے مراد

میری یہ ہے۔ کہ جنہیں ایسے کاموں میں حصہ لینا ممنوع نہ ہو گورنمنٹ کے جس قدر ملازم ہیں۔ انہیں حصہ نہیں لینا چاہیئے کیونکہ ان کا

گورنمنٹ سے معاہدہ

ہے۔ لیکن وہ جو ملازم نہیں۔ یا اپنا کوئی کام کرتے ہیں ایسے نوجوان قادیان میں بھی بہت ہیں۔ اور باہر بھی۔ انہیں

اپنے نام پیش کرنے چاہئیں

کئی ہیں جنہیں نوکریوں کی تلاش ہے۔ کئی ہیں جنہیں صنعت و حرفت کا اشتیاق ہے۔ اور کئی ہیں۔ جو کوئی پیشہ اختیار کرنا چاہتے ہیں۔ مگر ابھی بیکار ہیں۔ میں ان سب سے کہتا ہوں۔ کہ وہ اپنے

وقت کو ضائع

نہ کریں۔ اور جس قدر جلد ہو سکے۔ اپنے نام متعلقہ دفتر میں بھجوا دیں تاکہ فوراً مناسب کارروائی شروع کیجائے۔ ہم ایسے نوجوانوں کو

تنخواہیں نہیں دینگے

صرف گزارہ کے لئے معمولی رقم دینگے۔ رہائش کا انتظام کریں گے۔ اور سفر خرچ دے سکیں گے۔ اور میں سمجھتا ہوں۔ قومی خدمات کے لئے تو اگر بجائے معاوضہ لینے کے خود جیب سے خرچ کیا جائے۔ تو یہ اور بھی زیادہ بہتر ہے۔ اور ایسی قربانی زیادہ شاندار ہو جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے

ہماری جماعت کے وکلاء

نے کشمیر کے معاملہ میں بہت بڑی قربانی کی ہے۔ کئی ہیں جنہوں نے اپنی مفت خدمات پیش کیں۔ اور بغیر ایک پیسہ لینے کے انہوں نے کام کیا۔ کئی ہیں جنہوں نے اپنے پیشے چھوڑ دیئے۔ دوکانیں بند کر دیں۔ اور بغیر کوئی معاوضہ لئے کام کرنے لگ گئے۔ تو جہاں تمہارے بھائیوں میں سے بعض نے مفت کام کیا بعضوں نے اپنی دوکانیں بند کر دیں۔ اور

قربانی کے نمونے

دکھائے۔ وہاں اگر تم جنہیں گزارہ بھی ملتا ہے۔ کام کرنے کے لئے اپنے آپ کو پیش کرو۔ تو یہ کوئی بڑی بات نہیں ہوگی۔

پس میں چاہتا ہوں۔ کہ

ہماری جماعت کے دوست

فوری طور پر اپنی خدمات پیش کریں۔ پنجاب اور صوبہ سرحد کے رہنے والے لوگ زیادہ اچھا کام کر سکتے ہیں۔ ان سب کو یہ سمجھ کر اپنا نام پیش کرنا چاہیئے۔ کہ ریاست کی طرف سے انہیں جو بھی تکلیف پہنچے گی۔ اسے وہ خوشی سے برداشت کرینگے اور

قید و بند کی مصیبتیں

جھیلنے کے لئے ہر وقت تیار رہیں گے۔ کیونکہ اس کام میں خطرات ضرور ہیں۔ اور سب سے بڑا خطرہ یہ ہے۔ کہ تکلیف کے وقت کوئی ہمارا آدمی اپنے نفس پر قابو چھوڑ بیٹھے۔ اور کوئی بات خلاف شریعت اور خلاف روایات سلسلہ کر بیٹھے

ہماری جماعت کو اللہ تعالیٰ نے یہ موقعہ عطا فرمایا ہے۔ کہ وہ بغیر اس کے کہ

قانون شکنی

کرے اور بغیر اس کے کہ سلسلہ کی سابقہ پالیسی کو صدمہ ... قید و بند کی مصیبتیں جھیل کر مظلوموں کی امداد کر سکتی ہے۔ دراصل جب کسی قوم پر ایک لمبے عرصہ تک مصیبتیں نہ آئیں۔ تو نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ اس قوم کے

لوگوں کے دلوں میں

بزدلی پیدا ہو جاتی ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ بزدلی کو ... نہیں کرتا۔ پس اللہ تعالیٰ نے ہماری جماعت ... یہ موقعہ رکھا ہے۔ تا اس کی

...ہے۔ اور اس میں ہماری جماعت کو خصوصیت سے
...ہے ہم

کشمیر میں عدل اور انصاف

...تے تھے۔ مگر باوجود اس کے حکومت نے نہایت ہی
غیر منصفانہ طریق پر ہمارے نمائندوں کو وہاں
...ہے۔ اگر یہ حکومت کسی اور حکومت کے نمائندں
...سے نکال دیتی۔ تو یقیناً وہ حکومت جس کے نمائندں
...حکومت نے اپنے ملک سے نکالا ہوتا۔ اس کے

اعلان جنگ

...وہ اپنی اس تحقیر کا اس سے انتقام لیتی۔ لیکن چونکہ
...ہمارے پاس نہیں۔ اور حکومت نے بلا وجہ ہمارے نمائندں
...سے نکال دیا ہے۔ کم از کم ہمیں

اخلاقی جنگ کا اعلان

...کر دینا چاہیئے۔ ابھی ہمیں خدا نے توپیں اور بندوقیں نہیں
...نہ خدا نے ہمیں آزاد اور با اختیار حکومت عطا کی ہے۔
...ہمارے پاس بھی

توپیں اور بندوقیں

...اور ہمیں بھی با اختیار حکومت حاصل ہوتی۔ تو یقیناً ہم
...حکومت کے اس ظالمانہ فعل کے خلاف اعلان جنگ کر دیتے
...ہم صبر نہ کرتے جب تک اس ہتک اور تذلیل کی اسے
...سزا نہ دے دیتے۔ لیکن چونکہ اس

جنگ کے سامان

...ہمارے پاس موجود نہیں۔ اور نہ ہمیں حکومت حاصل ہے۔ اس
...لئے اب ہمیں کم از کم دوسرے سامانوں کے ساتھ ریاست کے
...خلاف کا اعلان جنگ کر دینا چاہیئے۔ اور وہ جنگ یہ ہے۔ کہ
ہماری جماعت کے نوجوان اس مہم کے سر کرنے کے لئے
اپنے آپ کو بطور والنٹیر پیش کریں۔ اور وہ اپنے عمل سے دکھا
دیں۔ کہ اگر ان کے بھائیوں کو ریاست سے نکال دیا گیا ہے۔ تو
ان کی جگہ کام کرنے کے لئے اپنے آپ کو پیش کرنے کے لئے
تیار ہیں۔ اگر ہماری

جماعت کے نوجوان

اس طرف توجہ کریں جنہوں نے ابھی تک کوئی ملازمت اختیار
نہیں کی۔ یا کوئی کام شروع نہیں کیا۔ اور میں سمجھتا ہوں۔ ایسے
سینکڑوں نوجوان ہیں۔ تو اس معاملہ میں نہایت جلدی کامیابی
حاصل ہو سکتی ہے۔ کئی ہیں جو ہنوز [illegible] تعلیم سے فارغ
ہو چکے۔ اور اب وہ ملازمت کے [illegible] اپنے گھروں میں
بیٹھے روٹیاں توڑ رہے ہیں۔ قرآن کی نسبت کا وہ اپنے اوقات
کو رائگاں نہ کھوئیں۔ اگر بد [illegible] ہمارے [illegible] لگائیں۔ اور اس

سے زیادہ اچھا کام اور کیا ہو سکتا ہے۔ کہ انہیں

قوم اور ملک و ملت کی خدمت

کرنے کی توفیق ملے۔ ایسے نوجوان جو تعلیم یافتہ ہوں۔ خواہ وہ مولوی
فاضل ہوں۔ یا انٹرنس پاس ہوں یا ایف۔ اے ہوں یا بی۔ اے
ہوں۔ بشرطیکہ تعلیم سے فارغ ہو کر اب کسی ملازمت کی تلاش میں
ہوں۔ ان کا فرض ہے۔ کہ وہ

قومی خدمات کے لئے

اپنے آپ کو پیش کریں۔ انہیں کیا معلوم کہ پیشتر اس کے کہ انہیں
کوئی ڈگری ملے۔ وہ وفات پا جائیں۔ اور اس طرح بغیر کوئی مفید کام
کئے وہ اس دنیا سے گزر جائیں۔ موت کا انسان کو پتہ نہیں
اور نہ ہی یہ پتہ ہے۔ کہ کل اس پر کیا گزرے گی۔ پس بغیر کسی مزید انتظار
کے انہیں چاہیئے۔ کہ وہ ایسا کام کریں جس میں قوم کی بھی خدمت
ہے۔ اور اپنے نفس کا بھی فائدہ۔ ایک نوجوان کے لئے اس سے
زیادہ شرم کی اور کیا بات ہو سکتی ہے۔ کہ وہ فارغ ہو کر اپنے

ماں باپ کے لئے بوجھ

بنا بیٹھا ہو۔ اور وہ ان کو کچھ کما کر کھلانے کی بجائے اپنے
گزارے کے لئے ان پر بوجھ ڈالتا ہو۔
پس نوجوانوں کے لئے یہ

ایک نہایت ہی مبارک موقع

ہے۔ انہیں چاہیئے۔ کہ وہ جلد سے جلد اپنے نام پیش کریں۔ میں
پھر اپنی جماعت کے نوجوانوں کو خواہ وہ قادیان کے ہوں یا
باہر کے تحریک کرتا ہوں۔ کہ وہ اس کام میں شریک ہوں۔ اور
جائز طور پر اپنی زندگیوں سے مفید کام لیں

جائز طور سے مراد

میری یہ ہے۔ کہ جنہیں ایسے کاموں میں حصہ لینا ممنوع نہ ہو
گورنمنٹ کے جس قدر ملازم ہیں، انہیں حصہ نہیں لینا چاہیئے
کیونکہ ان کا

گورنمنٹ سے معاہدہ

ہے۔ لیکن وہ جو ملازم نہیں۔ یا اپنا کوئی کام کرتے ہیں ایسے
نوجوان قادیان میں بھی بہت ہیں۔ اور باہر بھی۔ انہیں

اپنے نام پیش کرنے چاہئیں

کئی ہیں جنہیں نوکری کی تلاش ہے۔ کئی ہیں جنہیں صنعت و
حرفت کا اشتیاق ہے۔ اور کئی ہیں۔ جو کوئی پیشہ اختیار کرنا
چاہتے ہیں۔ مگر ابھی بیکار ہیں۔ میں ان سب سے کہتا ہوں۔ کہ
وہ اپنے

وقت کو ضائع

نہ کریں۔ اور جس قدر جلد ہو سکے۔ اپنے نام متعلقہ دفتر میں بھجوا دیں
تاکہ فوراً مناسب کارروائی شروع کی جائے۔ ہم ایسے نوجوانوں
کو

تنخواہیں نہیں دینگے

صرف گزارہ کے لئے معمولی رقم دیں گے۔ رہائش کا انتظام
کریں گے۔ اور سفر خرچ دے سکیں گے۔ اور میں سمجھتا ہوں۔
قومی خدمات کے لئے تو اگر بجائے معاوضہ لینے کے خود جیب سے
خرچ کیا جائے۔ تو یہ اور بھی زیادہ بہتر ہے۔ اور ایسی قربانی زیادہ
شاندار ہو جاتی ہے۔
اللہ تعالےٰ کے فضل سے

ہماری جماعت کے وکلاء

نے کشمیر کے معاملہ میں بہت بڑی قربانی کی ہے۔ کئی ہیں جنہوں
نے اپنی مفت خدمات پیش کیں۔ اور بغیر ایک پیسہ لینے کے انہوں
نے کام کیا۔ کئی ہیں جنہوں نے اپنے پیشے چھوڑ دیئے۔ دوکانیں
بند کر دیں۔ اور بغیر کوئی معاوضہ لئے کام کرنے لگ گئے۔ تو
جہاں تمہارے بھائیوں میں سے بعض نے مفت کام کیا بعض
نے اپنی دوکانیں بند کر دیں۔ اور

قربانی کے نمونے

دکھائے۔ وہاں اگر تم جنہیں گزارہ بھی ملتا ہے۔ کام کرنے کے لئے
اپنے آپ کو پیش کرو۔ تو یہ کوئی بڑی بات نہیں ہوگی۔
پس میں چاہتا ہوں۔ کہ

ہماری جماعت کے دوست

فوری طور پر اپنی خدمات پیش کریں۔ پنجاب اور صوبہ سرحد کے
رہنے والے لوگ زیادہ اچھا کام کر سکتے ہیں۔ ان سب کو
یہ سمجھ کر اپنا نام پیش کرنا چاہیئے۔ کہ ریاست کی طرف سے
انہیں جو بھی تکلیف پہنچے گی۔ اسے وہ خوشی سے برداشت کریں گے

قید و بند کی مصیبتیں

جھیلنے کے لئے ہر وقت تیار رہیں گے۔ کیونکہ اس کام میں خطرات
ضرور ہیں۔ اور سب سے بڑا خطرہ یہ ہے۔ کہ تکلیف کے وقت
کوئی ہمارا آدمی اپنے نفس پر قابو چھوڑ بیٹھے۔ اور کوئی بات
خلاف شریعت اور خلاف روایات سلسلہ کر بیٹھے
ہماری جماعت کو اللہ تعالےٰ نے یہ موقعہ عطا فرمایا ہے
کہ وہ بغیر اس کے کہ

قانون شکنی

کرے اور بغیر اس کے کہ سلسلہ کی سابقہ پالیسی کو صدمہ پہنچائے
قید و بند کی مصیبتیں جھیل کر مظلوموں کی امداد کر سکتی ہے۔
دراصل جب کسی قوم پر ایک لمبے عرصہ تک مصیبتیں نہیں
آتیں۔ تو نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ اس قوم کے

لوگوں کے دلوں میں

بزدلی پیدا ہو جاتی ہے۔ مگر اللہ تعالےٰ بزدلی کو کبھی پسند
نہیں کرتا۔ پس اللہ تعالےٰ نے ہماری جماعت کے لئے
یہ موقعہ رکھا ہے۔ تا اس کی

بہادری اور شجاعت کا سکہ

لوگوں کے دلوں پر بیٹھے اور لوگ سمجھ لیں۔ کہ مومن بزدل نہیں ہوتا۔ میں نے تعلیم یافتہ نوجوانوں کی ضرورت کا اظہار کیا ہے۔ لیکن یہ ضروری نہیں کہ صرف تعلیم یافتہ لوگ ہی اپنا نام پیش کریں میں نے صرف خاص خاص کاموں کی وجہ سے تعلیم کو ضروری قرار دیا ہے۔ لیکن غیر تعلیم یافتہ لوگ بھی کئی کام کر سکتے ہیں پس ہر قسم کے لوگوں کو اپنے نام پیش کرنے چاہئیں۔ کئی ایسے ہو سکتے ہیں جو لمبے عرصہ کے لئے اپنے نام پیش نہ کر سکیں مثلاً یہ کہ وہ کسی تاجر کے ملازم ہوں۔ ایسے لوگوں کو چاہیئے کہ وہ جتنے عرصہ کے لئے بھی اپنے نام پیش کر سکیں پیش کر دیں مثلاً لکھ دیں کہ وہ ایک ماہ کیلئے یا دو ماہ کے لئے یا تین ماہ کے لئے یا چار ماہ کے لئے یا پانچ یا چھ ماہ کے لئے کام کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اور اتنے عرصہ کے لئے وہ اپنا وقت فارغ کر سکتے ہیں۔ ایسے لوگوں سے اتنا ہی عرصہ کام لیا جائیگا۔ مگر ضرورت یہ ہے کہ ایسے ہی لوگ اپنے نام پیش کریں جو بہادر ہوں اور فرمانبرداری سے کام کرنے والے ہوں۔ جیسے

ملکانہ کے علاقہ میں

ارتداد کے ایام میں ہم نے حکم دے رکھا تھا کہ افسر کی اطاعت ضروری ہے خواہ وہ کوئی حکم دے۔ اطاعت اور فرمانبرداری ہمیشہ ہی ضروری ہوتی ہے مگر

لڑائی کے میدان میں

اس کی اور بھی زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔ پس جماعت کے نوجوان آگے بڑھیں اور اس کام کے لئے اپنے آپ کو پیش کریں نوجوانوں سے مراد صرف جوان عمر ہی نہیں بلکہ جوان دل والے بھی ہیں جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ وہ پوری فرمانبرداری سے کام کریں گے۔ انہیں چاہیئے کہ وہ اپنے نام پرائیویٹ سکرٹری کے دفتر میں یا کسی صیغہ میں جس کی طرف وہ خط لکھ رہے ہوں بھیج دیں۔

میں پھر توجہ دلاتا ہوں کہ اس معاملہ میں

چندہ کی ضرورت

ہے۔ پس چندے اکٹھے کرو اور دعاؤں سے کام لو ہمیں یقین ا[illegible] ہے کہ اس معاملہ میں خدا تعالیٰ ہماری مدد کریگا [illegible] نشان ذلت کشمیر سے مٹا دیگا اللہ تعالیٰ عظیم الشان [illegible] کا مالک ہے اور وہ جس کام کے کرنے کا ارادہ [illegible] ہے کوئی نہیں جو اسے روک سکے خواہ حکومت ہو یا راجہ اور [illegible] یا راجہ ہو

اللہ تعالیٰ کی مشیت میں

کوئی روک نہیں بن سکتے۔ اور جو روک بنتا ہے وہ کاٹا جاتا اور ہلاک کیا جاتا ہے پس ہمیں تو یہ یقین ہے کہ یہ کام ہو کر رہیگا۔ ایک نہیں ہزار ریاستیں اپنے ظلم و ستم سے روک ڈالیں۔ پھر بھی اللہ تعالیٰ انہیں شکست دے گا کیونکہ یہ

اللہ تعالیٰ کی سنّت

اور اس کی صفات کے خلاف ہے کہ وہ اتنے لمبے عرصہ تک ایک قوم کو غلامی کی زنجیروں میں جکڑا رہنے دے۔ پس کوئی گورنمنٹ اس کام کو روک نہیں سکتی۔ نہ کوئی حکومت ہے جو اس کام کو ضعف پہنچا سکے۔ یہ خدا کا کام ہے جو ہو کر رہیگا آج سے سینکڑوں سال پہلے فرعون نے بنی اسرائیل پر مدتوں ظلم توڑے لاکھوں اذیتیں اور تکالیف پہنچائیں۔ اس نے اپنے غرور میں سمجھا تھا کہ مجھے کوئی ہلاک نہیں کر سکتا۔ آخر خدا نے اسے ہلاک کر دیا اور بنی اسرائیل کو نجات دلائی۔ اس

ریاست کا ظلم

بھی ایک وقت تک ہے۔ آخر خدا کی غیرت اس کے بندوں کو نجات دلائیگی۔ یہ کہنا کہ اب کیا ہوگا۔ ریاست اس قدر تشدد پر اتر آئی ہے۔ بیوقوفی ہے۔ یہ خدا کا ارادہ اور اس کی مشیت ہے اور یہ کام ہو کر رہیگا۔ پس ہمارا حصہ لینا تو محض

خون لگا کر شہیدوں میں داخل ہونا

ہے۔ اس لئے گھبراؤ نہیں۔ چندہ کی تحریک کو بدستور جاری رکھو۔ اللہ تعالیٰ کے حضور دعاؤں سے کام لو اور جنہیں اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے وہ اس مہم میں اپنا نام پیش کریں۔ تا اللہ تعالیٰ کے حضور وہ سرخرو ہو سکیں۔

میں امید کرتا ہوں کہ ہماری جماعت کے نوجوان ایسی دلیری اور ہوشیاری سے کام کریں گے کہ ان کا مقصد انہیں بہت جلد حاصل ہو جائیگا۔ بغیر اس کے کہ وہ قانون شکنی کریں اور بغیر اس کے کہ وہ اپنی روایات سلسلہ کے خلاف کریں۔ انہیں جرأت اور بہادری سے کام کرنا چاہیئے۔

ریاست اس وقت خود قانون شکنی کر رہی ہے اور اگر کسی عدالت میں معاملہ پیش ہو۔ تو وہ یقیناً ریاست کو ہی باغی قرار دے گی۔ پس اس

قانون شکنی کی روح

کا مقابلہ کرنا ہے۔ جس کے لئے نہایت ہی دانائی اور ہوشیاری سے کام کرنے کی ضرورت ہے۔ تا ایسا ہو کہ ہم اگر ایک طرف اللہ تعالیٰ کے حضور بری الذمہ ہو سکیں تو دوسری طرف اس کے بندوں کے شکریہ کے بھی مستحق ہو جائیں۔

بہادری اور شجاعت کا سکہ

لوگوں کے دلوں پر بیٹھے اور لوگ سمجھ لیں۔ کہ مومن بزدل نہیں ہوتا۔ میں نے تعلیم یافتہ نوجوانوں کی ضرورت کا اظہار کیا ہے۔ لیکن یہ ضروری نہیں کہ صرف تعلیم یافتہ لوگ ہی اپنا نام پیش کریں میں نے صرف خاص خاص کاموں کی وجہ سے تعلیم کو ضروری قرار دیا ہے۔ لیکن غیر تعلیم یافتہ لوگ بھی کئی کام کر سکتے ہیں پس ہر قسم کے لوگوں کو اپنے نام پیش کرنے چاہئیں۔ کئی ایسے ہو سکتے ہیں جو لمبے عرصہ کے لئے اپنے نام پیش نہ کر سکیں مثلاً یہ کہ وہ کسی تاجر کے ملازم ہوں۔ ایسے لوگوں کو چاہئیے کہ وہ جتنے عرصہ کے لئے بھی اپنے نام پیش کر سکیں پیش کر دیں مثلاً لکھ دیں کہ وہ ایک ماہ کیلئے یا دو ماہ کے لئے یا تین ماہ کے لئے یا چار ماہ کے لئے یا پانچ یا چھ ماہ کے لئے کام کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اور اتنے عرصہ کے لئے وہ اپنا وقت فارغ کر سکتے ہیں۔ ایسے لوگوں سے اتنا ہی عرصہ کام لیا جائیگا۔ مگر ضرورت یہ ہے کہ ایسے ہی لوگ اپنے نام پیش کریں جو بہادر ہوں اور فرمانبرداری سے کام کرنے والے ہوں۔ جیسے

ملکانہ کے علاقہ میں

ارتداد کے ایام میں ہم نے حکم دے رکھا تھا کہ افسر کی اطاعت ضروری ہے خواہ وہ کوئی حکم دے۔ اطاعت اور فرمانبرداری ہمیشہ ہی ضروری ہوتی ہے مگر

لڑائی کے میدان میں

اس کی اور بھی زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔ پس جماعت کے نوجوان آگے بڑھیں اور اس کام کے لئے اپنے آپ کو پیش کریں نوجوانوں سے مراد صرف جوان عمر ہی نہیں بلکہ جوان دل والے بھی ہیں جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ وہ پوری فرمانبرداری سے کام کریں گے۔ انہیں چاہئیے کہ وہ اپنے نام پرائیویٹ سکرٹری کے دفتر میں یا کسی صیغہ میں جس کی طرف وہ خط لکھ رہے ہوں بھیج دیں۔

میں پھر توجہ دلاتا ہوں کہ اس معاملہ میں

چندہ کی ضرورت

ہے۔ پس چندے اکٹھے کرو اور دعاؤں سے کام لو ہمیں یقین رکھنا چاہئیے کہ اس معاملہ میں خدا تعالیٰ ہماری مدد کریگا اور وہ ظلم کا نشان تک کشمیر سے مٹا دیگا اللہ تعالیٰ عظیم الشان طاقتوں کا مالک ہے اور وہ جس کام کے کرنے کا ارادہ کرتا ہے کوئی نہیں جو اسے روک سکے خواہ حکومت ہو یا راجہ اور مہاراجہ ہو

اللہ تعالیٰ کی مشیت میں

کوئی روک نہیں بن سکتے۔ اور جو روک بنتا ہے وہ کاٹا جاتا اور ہلاک کیا جاتا ہے پس ہمیں تو یہ یقین ہے کہ یہ کام ہو کر رہیگا۔ ایک نہیں ہزار ریاستیں اپنے ظلم و ستم سے روک ڈالیں پھر بھی اللہ تعالیٰ انہیں شکست دے گا کیونکہ یہ

اللہ تعالیٰ کی سنّت

اور اس کی صفات کے خلاف ہے کہ وہ اتنے لمبے عرصہ تک ایک قوم کو غلامی کی زنجیروں میں جکڑا رہنے دے۔ پس کوئی گورنمنٹ اس کام کو روک نہیں سکتی۔ نہ کوئی حکومت ہے جو اس کام کو ضعف پہنچا سکے۔ یہ خدا کا کام ہے جو ہو کر رہیگا آج سے سینکڑوں سال پہلے فرعون نے بنی اسرائیل پر مدتوں ظلم توڑے لاکھوں اذیتیں اور تکالیف پہنچائیں۔ اس نے اپنے غرور میں سمجھا تھا کہ مجھے کوئی ہلاک نہیں کر سکتا۔ آخر خدا نے اسے ہلاک کر دیا اور بنی اسرائیل کو نجات دلائی۔

ریاست کا ظلم

بھی ایک وقت تک ہے۔ آخر خدا کی غیرت اس کے بندوں کو نجات دلائیگی۔ یہ کہنا کہ اب کیا ہوگا۔ ریاست اس قدر تشدد پر اتر آئی ہے۔ بیوقوفی ہے۔ یہ خدا کا ارادہ اور اس کی مشیت ہے اور یہ کام ہو کر رہیگا۔ پس ہمارا حصہ لینا تو محض

خون لگا کر شہیدوں میں داخل ہونا

ہے۔ اس لئے گھبراؤ نہیں۔ چندہ کی تحریک کو بدستور جاری رکھو۔ اللہ تعالیٰ کے حضور دعاؤں سے کام لو اور جنہیں اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے وہ اس مہم میں اپنا نام پیش کریں۔ تا اللہ تعالیٰ کے حضور وہ سرخرو ہو سکیں۔

میں امید کرتا ہوں کہ ہماری جماعت کے نوجوان ایسی دلیری اور ہوشیاری سے کام کریں گے کہ ان کا مقصد انہیں بہت جلد حاصل ہو جائیگا۔ بغیر اس کے کہ وہ قانون شکنی کریں اور بغیر اس کے کہ وہ اپنی روایات سلسلہ کے خلاف کریں۔ انہیں جرأت اور بہادری سے کام کرنا چاہئیے۔ ریاست اس وقت خود قانون شکنی کر رہی ہے اور اگر کسی عدالت میں معاملہ پیش ہو۔ تو وہ یقیناً ریاست کو ہی باغی قرار دے گی۔ پس اس

قانون شکنی کی روح

کا مقابلہ کرنا ہے۔ جس کے لئے نہایت ہی دانائی اور ہوشیاری سے کام کرنے کی ضرورت ہے۔ تا ایسا ہو کہ ہم اگر ایک طرف اللہ تعالیٰ کے حضور بری الذمہ ہو سکیں تو دوسری طرف اس کے بندوں کے شکریہ کے بھی مستحق ہو جائیں۔

باجلاس جناب شیخ عبدالغنی صاحب اسسٹنٹ کلکٹر درجہ دوم جھنگ

اشتہار زیر آرڈر نمبر ۵ رول نمبر ۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی

کانشی رام ولد بھیرایا رام شیندہ نال۔ کندن لال۔ امر لال پسران گوردتہ رام تابالغان بولایت کانشی رام چچا خود اقوام نیالوک سکنہ کھٹی نصرت مدعی فریق اول۔

بنام

نمبر شمار	نام	ولدیت	قومیت	سکونت	تحصیل	تھانہ	ڈاک خانہ
۱	احمد	ونیداد	اکرہ	کھٹی نصرت	جھنگ	مسن	چیتہ
۲	اللہ یار	〃	〃	〃	〃	〃	〃
۳	سردارا	〃	〃	〃	〃	〃	〃
۴	اللہ دتہ	فداللہ	کھوکھر	چک نمبر ۲۴۵	چنیوٹ	بھوانہ	کوٹ رام چند
۵	ممول	حسن	〃	چک نمبر ۱۵۹	جھنگ	موسی والہ	موسی والہ
۶	بخشو	احمد	〃	چک گوترانوالی	چنیوٹ	بھوانہ	کوٹ رام چند
۷	محمد	شہامند	〃	کھٹی نصرت	جھنگ	مسن	چیتہ
۸	رمضان	احمد	〃	چک گوترانوالی	چنیوٹ	بھوانہ	کوٹ رام چند
۹	ودھوا رام	بھیرایا رام	چیناوک	کھٹی نصرت	جھنگ	مسن	چیتہ

مدعا علیہم فریق دوئم

درخواست تقسیم اراضی تعدادی ما۔ کنال ۸ مرلہ مندرجہ کھاتہ نمبر ۱۷ اسیلاب واقعہ موضع کھٹی نصرت تحصیل جھنگ بمقدمہ مندرجہ بالا میں مدعا علیہم فریق دوئم مذکور تعمیل سمن سے دیدہ دانستہ گریز کرتے ہیں۔ اس لئے اشتہار ہذا بنام مدعا علیہم فریق دوئم مذکور جاری کیا جاتا ہے۔ کہ اگر مدعا علیہم مذکور تاریخ پیشی ۵/۳۲ کو بمقام تحصیل جھنگ حاضر عدالت نہیں ہونگے تو انکی نسبت کارروائی یکطرفہ عمل میں لائی جاویگی۔

آج بتاریخ ۱۳/۴/۳۲ کو بدستخط ہمارے و مہر عدالت سے جاری کیا گیا۔ (مہر عدالت)

باجلاس جناب شیخ عبدالغنی صاحب اسسٹنٹ کلکٹر درجہ دوم جھنگ

اشتہار زیر آرڈر ۵ رول نمبر ۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی

سید فرخ شاہ ولد سید حشمت الدین ذات سید سکنہ گھیانہ سید محمد شاہ ولد سید حسین پیر ذات سید سکنہ گھیانہ مدعیان فریق اول

بنام

نمبر شمار	نام	ولدیت	قومیت	سکونت	تحصیل	ضلع ڈاک خانہ
۱	حسین الدین	حسن الدین	سید	گھیانہ	جھنگ	جھنگ گھیانہ
۲	علاؤالدین	〃	〃	جھنگ	〃	〃 جھنگ
۳	بہادر شاہ	گل حسین	سید	سلارگاہ	راولپنڈی	راولپنڈی عثمان کھٹر
۴	سید حسین پیر	محمد الدین	سید	سریہ	ہری پورہ	ایبٹ آباد کوٹ نجیب اللہ
۵	مبارک شاہ	حشمت الدین	〃	〃	〃	〃 〃
۶	جعفر شاہ	〃	〃	〃	〃	〃 〃

مدعا علیہم فریق دوئم

درخواست تقسیم اراضی کھاتہ نمبر ۱۰۲ متعلق چاہ دان کلاں ۴۶/۶۰ حصایص حسب ذیل ہیں مظفر محمد شاہ ۲۵/۱۲۰ و فرخ شاہ مع برادران ۱۲/۸۰ معہ اراضی تعدادی بالعٓ کنال ۷ مرلہ متعلق دان کلاں تحصیل جھنگ بمقدمہ مندرجہ بالا میں مدعا علیہم فریق دوئم مذکور تعمیل سمن سے دیدہ دانستہ گریز کرتے ہیں۔ اس لئے اشتہار بنام مدعا علیہم فریق دوئم مذکور جاری کیا جاتا ہے۔ کہ اگر مدعا علیہم مذکور تاریخ پیشی ۵/۳۲ کو بمقام تحصیل جھنگ [حاضر عد]الت نہیں ہوں گے۔ تو ان کی نسبت کارروائی یکطرفہ عمل میں لائی جاویگی۔

[آج بتا]ریخ ۱۳/۴/۳۲ کو بدستخط ہمارے و مہر عدالت سے جاری کیا گیا۔ (مہر عدالت)

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

آل انڈیا کانگریس کا سینتالیسواں اجلاس ۲۴ اپریل کو چاندنی چوک میں گھنٹہ گھر کے قریب احمد آباد کے سیٹھ رنچھوڑ داس کی صدارت میں منعقد ہوا۔ مجلس عاملہ کا اجلاس گزشتہ شب ہو کر اس میں قرار دادوں کے مسودات منظور کئے گئے تھے۔ مسز نائیڈو نے مختلف مقامات کے چالیس مندوب نامزد کر کے یہ مجلس بنائی تھی۔ ان میں سے ۱۷ کو پولیس گرفتار کر چکی ہے۔ قرار دادیں مندوبین میں تقسیم کر دی گئیں اور ان پر دستخط لے لئے گئے۔ یہی منظوری تھی۔ نو بجے صبح گھنٹہ گھر کے قریب ہجوم جمع ہو گیا۔ کانگرسی ارکان نے قرار دادیں پڑھ کر سنا دیں۔ صدارتی ایڈریس۔ سالانہ رپورٹ اور مطبوعہ قرار دادیں لوگوں میں تقسیم کر دی گئیں۔ اتنے میں پولیس آ گئی۔ اور سارے مجمع کو جس کی تعداد ۱۵۰ کے قریب تھی گرفتار کر لیا۔ لیکن قریباً سارا دن کانگرسی جلوس نکال نکال کر پولیس کو پریشان کرتے رہے۔ کئی بار معمولی لاٹھی چارج کرنے پڑے۔ کوڑا کرکٹ پھینک کر ٹریم کی آمد و رفت میں رکاوٹیں پیدا کی گئیں۔ لیکن اس کے باوجود پولیس نے بہت استقلال اور صبر سے کام لیا۔

خطوط جلانے کی بے نائدہ شرارت روز بروز ترقی کر رہی ہے اور قریباً ہر جگہ پھیل رہی ہے۔ ۲۶ اپریل کو کلکتہ بمبئی اور لاہور میں اس کا ارتکاب کیا گیا۔

بعض اخبارات نے لکھا تھا کہ گورنر پنجاب رخصت پر جا رہے ہیں۔ اور ان کی جانشینی کے متعلق قیاس آرائیاں ہو رہی ہیں۔ لیکن معلوم ہوا ہے کہ یہ خبر غلط ہے۔

فرنچائز کمیٹی کے متعلق شملہ سے جو اطلاع آئی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ رپورٹ مکمل ہو گئی ہے۔ اگرچہ بعض تفصیلات ہنوز تصفیہ طلب ہیں۔ خیال ہے کہ یکم مئی تک اس پر دستخط ہو جائیں گے۔ اور آئندہ ہفتہ ارکان انگلستان روانہ ہو جائیں گے

کمشنر اجمیر ۲۶ اپریل کو رات کے وقت سپرنٹنڈنٹ پولیس کے دفتر سے نکل رہے تھے۔ کہ ایک انقلاب پسند نے آپ پر ریوالور سے فائر کیا۔ لیکن نشانہ خطا گیا ایک مسلمان انسپکٹر نے باوجود اس کے کہ اس پر بھی فائر کئے گئے جرأت سے آگے بڑھ کر حملہ آور کو گرفتار کر لیا۔ کل چار فائر ہوئے تھے مگر سب خالی گئے۔

کلکتہ سے ۲۶ اپریل کی خبر ہے۔ کہ ایک شخص کی مخبری پر سیالدہ سٹیشن کے قریب ایک ٹیکسی کو پولیس نے روکا۔ جس میں ایک شخص اسرنا تھ مکرجی سفر کر رہا تھا۔ تلاشی لینے پر اس کے قبضہ سے نو سالم بم برآمد ہوئے۔

حکومت ترکی کے وزیر اعظم عصمت پاشا اور وزیر خارجہ توفیق رشدی بے ۲۴ اپریل کو ماسکو روانہ ہو گئے۔ یہ سفر روسی وزیر خارجہ کی دعوت پر اختیار کیا گیا ہے۔ جو پچھلے سال انگورا آیا تھا۔ یہ سفر سرکاری حیثیت رکھتا ہے۔

صوبہ سرحد کے نئے وزیر سر عبد القیوم نے پریس کے نمائندہ کو ایک بیان دیا۔ جس میں اصلاحات کا ذکر کرتے ہوئے کہا ہماری حالت پنجاب کے مقابلہ میں بہت بہتر ہے۔ یہاں میٹرک اور منشی فاضلوں کو حق رائے دہندگی حاصل ہے۔ جو پنجاب میں نہیں۔ پھر یہاں دس روپیہ مالیہ ادا کرنیوالا ووٹ دے سکتا ہے لیکن پنجاب میں ۲۵ روپیہ۔ جائیداد کی مالیت میں بھی چھ سو اور چار ہزار کا تفاوت ہے۔ ہمارے حلقے بھی نہایت ہی بہت گنجان ہیں۔ ہمارے ہاں جنگلات کا محکمہ بھی منتقلہ ہے۔ جو پنجاب میں نہیں

شملہ سے اخبار ایسٹرن ٹائمز کے نامہ نگار نے لکھا ہے کہ اسمبلی کا آئندہ اجلاس بجائے ستمبر کے جون میں ہوگا۔ جس میں حکومت کی طرف سے ایک نیا مسودہ قانون پیش ہوگا۔ جو آرڈی ننسوں کا قائم مقام ہوگا۔ آرڈیننسوں کی میعاد چونکہ قریب الاختتام ہے۔ اس لئے حکومت قانون کے ذریعہ اپنے اختیارات حاصل کرنا چاہتی ہے۔

وائسرائے ہند نے ۲۶ اپریل کو ہز ہائی نس خان آف قلات کی گدی نشینی کی رسم ایک عظیم الشان دربار میں ادا کی اور میر اعظم جان کو قلات کا خان تسلیم کر لیا گیا۔ خان کی طرف سے اصلاحات نافذ کرنے۔ کونسل کا قیام۔ بیگار۔ نیز زراعتی پیداوار اور دیگر اشیاء زیر محصول کی تنسیخ کا اعلان کیا گیا۔ سکول اور ہسپتال کھولنے کا بھی وعدہ کیا گیا۔

کانگریس کے دو مسلمان پکٹر ۲۶ اپریل کو جب ایک عدالت میں پیش کئے گئے۔ تو انہوں نے گڑگڑا کر معافی مانگی اور کہا کہ ہمیں دھوکہ دیکر اس تحریک میں شامل کر لیا گیا تھا آئندہ کبھی اس کے نزدیک بھی نہ پھٹکیں گے۔ عدالت نے صرف ایک دن قید کی سزا دی۔

جنیوا کی تخفیف اسلحہ کی کانفرنس میں یہ فیصلہ ہوا ہے کہ مجلس عمومی کی کارروائی اس وقت تک ملتوی رہے جب تک کہ ماہرین کی ایک جماعت آلات حرب کی مدافعانہ اور جارحانہ نوعیت کے متعلق فیصلہ نہ کرے۔ اکثر مدبر اپنے اپنے ممالک کو واپس چلے گئے ہیں۔

کانگریس کے اجلاس دہلی میں سکھوں کے جتھے جانے کی جو تحریک شروع ہوئی تھی۔ ممتاز سکھ لیڈروں نے اس کی سخت مخالفت کی ہے۔ اور لکھا ہے کہ بعض ہندو کانگریسیوں نے اپنے رسوخ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے سکھ قوم کو نقصان پہنچانے کے لئے یہ مضحکہ خیز تحریک شروع کی ہے۔

سری نگر سے آمدہ اطلاعات مظہر ہیں۔ کہ ہندو گلینسی رپورٹ کے خلاف بہت شور و شر کر رہے ہیں۔ ۲۴ کو گورنر کشمیر نے سرکاری حکام اور بعض شہریوں کی میٹنگ کی جس میں اس شورش کو روکنے کی تجاویز کی گئیں۔ ہندوؤں کی اس شرارت کا منشا یہ ہے کہ مسلمان اس رپورٹ کو بہت زیادہ اہم سمجھ کر خاموش ہو جائیں۔

نہایت ہی افسوسناک امر ہے کہ ریاست پونچھ کے باشندوں کو گلینسی کمیشن کی سفارش کردہ اصلاحات سے فی الحال مستثنیٰ قرار دیدیا گیا ہے۔

عید الضحیٰ کے موقعہ پر ضلع ہوشیارپور کے ایک گاؤں کرور میں ارد گرد کے سکھ کثیر تعداد میں جمع ہو گئے تھے اور مسلمانوں کی گائیں زبردستی چھین کر لے گئے تھے۔ حالانکہ اس سے قبل یہ سمجھوتہ ہو چکا تھا۔ کہ مسلمان قربانی گاؤ نہیں کریں گے۔ اس سلسلہ میں ڈپٹی کمشنر نے بہت سے ہندو اور سکھ نمبرداروں۔ پٹواریوں اور سکول ماسٹروں کو برطرف کر دیا ہے۔

گوردوارہ ڈسکہ کے تصفیہ کے لئے کہا جاتا ہے کہ راجہ نریندر ناتھ اور سردار سندر سنگھ مجیٹھیا ثالث مقرر کئے گئے ہیں۔

جموں سے ۲۶ اپریل کی ایک خبر مظہر ہے کہ شیر مال کے عہدہ پر تا حال کسی کا تقرر نہیں ہوا۔ یہ افواہ بڑے زور سے پھیل رہی ہے کہ پنجاب کے ریٹائرڈ کمشنر سر محمد حیات خاں (ملک فیروز خاں کے والد) کا تقرر اس عہدہ پر ہوگا۔

علاقہ میرپور کے سپیشل سول افسر مسٹر سالسبری نے بغاوت اور دیگر اسی نوعیت کے قریباً آٹھ سو مقدمات کو غیر معین عرصہ کے لئے ملتوی کر دیا ہے۔

سندھ کانفرنس نے جس کا کام یہ ہے کہ سندھ میں اصلاحات کے نفاذ کے سلسلہ میں مالی مشکل

عبد الرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا